ماہنامہ مجلہ

حیاتِ نو

بلریاگنج

اللہ رب العالمین کے علاوہ اوروں کو شارع، حاکم اور قانون ساز سمجھنا اور ان کو یہ حق دینا کہ جو چاہیں قانون بنائیں، یہ وہ بدترین شرک ہے جس میں آج خود مسلمان حکومتیں بھی گرفتار ہیں اور عوام بھی اسی مشرکانہ نظام کے تحت زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ مشرکانہ نظام کے خاتمے اور اسلام کے توحیدی نظام کے قیام کے لئے متحد ہو کر مخلصانہ جدوجہد شروع کر دیں اور جہاں اس قسم کی جدوجہد پہلے سے شروع ہو چکی ہے اسے مزید تیز تر کر دیں۔

(مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

ماہنامہ مجلہ

حیات نو

بلریاگنج

شمارہ نمبر ۹-۱۰	رجب ۱۴۲۵ھ ستمبر اکتوبر ۲۰۰۴ء	جلد نمبر ۲۰

مدیر مسؤل

ابوالمکارم ازہری فلاحی

معاون مدیر

انیس احمد فلاحی مدنی

☆ سالانہ زر تعاون: ۹۰ روپے
☆ خصوصی زر تعاون: ۲۰۰ روپے
☆ بیرون ملک: ۲۵ امریکی ڈالر

☆ طلبہ کے لئے: ۸۰ روپے
☆ اعزازی زر تعاون: ۱۰۰۰ روپے
☆ اس شمارے کی قیمت: ۱۵ روپے

اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو چکی ہے لہذا جلد از جلد سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں۔

❖❖ مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے ❖❖

ترسیل زر کا پتہ

ماہنامہ **مجلہ حیات نو**، جامعۃ الفلاح

بلریاگنج، اعظم گڑھ (یوپی) ۲۷۶۱۲۱

Phone: 05466-225116

نقوش حیات نو

☆ **اداریـــــہ :**		
رمضان کی برکتیں	افتخار الحسن مظہری	۳
☆ **روشنی کا سفر :**		
سمیہ فیلمن کا قبول اسلام	محمد سہیل فلاحی	۵
☆ **مقالات :**		
علم علل الحدیث کا تعارف	ابو عارض فلاحی	۱۱
توریت میں بشارات محمد ﷺ (۲)	ابو طوبیٰ فلاحی	۱۶
☆ **تعارف کتب :**		
اسلامی مصادر کا تعارف فن منطق کے مصادر (۱۰)	ڈاکٹر عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان	۲۴
☆ **مذاہب عالم :**		
توریت کا تعارف توریت اور قرآن مجید کے مشترک امور	انیس احمد مدنی	۴۰
☆ **شعر و نغمہ :**		
غزل	نوشاد اشہر	۵۰
☆ **تاثرات و احساسات :**		
بوغریب سے ایک مسلمان بیٹی کی فریاد	ابو القمر فلاحی	۵۱
☆ **فقہ و فتاوی :**		
جنابت کی حالت میں صبح کرنے سے کیا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ روزہ کی حالت میں کان اور آنکھ میں دوا ڈالنے کا حکم روزہ کی حالت میں خون نکلوانے اور بہنے کا حکم	ابو القمر فلاحی	۵۳
☆ **جامعہ کے لیل و نہار :**		
جامعۃ الفلاح میں ورکشاپ پانچ روزہ تربیتی وثقافتی پروگرام عالیجناب محمد اعظم خاں کی جامعہ آمد یوپی اشرق کا اجتماع	ادارہ	۵۵
☆ **بہی خواہان جامعہ کی خدمت میں :**		
بہی خواہان جامعہ کی خدمت میں	ناظم جامعہ	۶۲

اداریہ

رمضان کی برکتیں

افتخار الحسن ندوی

کسی مسلمان سے یہ سوال کیا جائے کہ سب سے زیادہ بابرکت مہینہ کون سا ہے؟ تو بلاتامل اس کی زبان سے نکلے گا رمضان۔

کیونکہ رمضان خیر وبرکت اور رحمت ومغفرت کا وہ مہینہ ہے جس کا شعور واحساس ان نہیں۔ تجربہ ومشاہدہ بھی بذات خود ہر سال مسلمان کو ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ رمضان کا چاند دیکھنے کا والہانہ اشتیاق ہر مسلمان کو ہوتا ہے۔ اور یہ اشتیاق بلکہ انتظار اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ جیسے رمضان کا چاند اس کی آرزو کا چاند ہو جس کے نظر آتے ہی مسلم بستیوں میں اعلان مبارکباد کے طور پر پٹاخوں کی آوازیں گونج اٹھتی ہیں۔ ہر کہ ومہ کے چہرے پر روحانی انبساط کے قمقمے مسکرا اٹھتے ہیں۔ اب صفائی وطہارت کا التزام واہتمام ناگزیر ہو جاتا ہے۔ لایعنی گفتگو سے زبان کی حفاظت لابدی ہو جاتی ہے۔ اخلاقی رویہ میں ذمہ دارانہ متانت وحلاوت آجاتی ہے۔ ذہن وخیال کی وادیاں گذرگاہ ملائکہ کی طرح شستہ وشائستہ ہو جاتی ہیں۔ دل کے ظلمت کدے میں مغفرت کی امید کا اجالا پھیل جاتا ہے۔ نگاہوں میں پاکیزگی کا عکس ابھر آتا ہے۔ اعمال سے جمال تقویٰ کی جھلک ہویدا ہونے لگتی ہے۔ کردار واطوار میں حسن بندگی کی دلکشی در آتی ہے۔ رفتار وگفتار، تہذیب ایمان کے نمائندہ بن جاتے ہیں۔ نیکوکاری کی رغبت دوچند اور ذکر وتلاوت کی لذت دوبالا ہو جاتی ہے۔ غرض رمضان آتے ہی ہر مسلمان رحمت وبرکت کے تجربہ کی اس منزل سے گذرتا ہے اور بقدر ہمت وظرف اس خیر وسعادت سے اپنا دامان زندگی پر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

فکر وعمل کے ہر گوشے میں ان تبدیلیوں کا از خود رونما ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ رمضان کو فی نفسہ اللہ نے برکت ورحمت عطا کی ہے اور مسلمان فی نفسہ اس کے تجربہ ومشاہدہ کی

منزل سے گذرتا ہے، کوئی خارجی محرک اس کا سبب نہیں ہوتا۔ رمضان کا مہینہ واقعۃً بھی خیر و برکت کا مہینہ ہے۔ یہ خیر و برکت رمضان کی لازمی صفت ہے۔ وہ سراپا خیر اور سراپا برکت ہے۔ وہ سرتاپا رحمت اور سرتاپا مغفرت ہے۔ اسی لئے سب سے زیادہ برکت والی کتاب بھی اسی مہینہ میں نازل کی گئی۔ بھلا سعادت و برکت کا اس سے بڑھ کر کوئی تصور کیا ہو سکتا ہے کہ اسی مہینہ میں زمین کا رشتہ آسمان سے قائم و استوار ہوا اور زمین کے لئے آسمانی برکتوں کے دروازے کھلے۔

رمضان جو برکتیں لے کر آتا ہے ان کی حقیقت پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ رمضان کی یہ برکت دراصل انسان کو آگے بڑھانے کا ایک راستہ کھولتی ہے۔ انسان زندگی کی ضروریات کے لئے جب دنیا کی جنگاہ میں قدم رکھتا ہے تو فتوحات کے میدان میں جیسے جیسے اس کے قدم آگے بڑھتے ہیں، خواہشات اس سے هل من مزيد کا تقاضا برابر کرتی ہیں۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ دنیا کی تمام آسائشیں اپنی مٹھی میں بند کر لے۔ نتیجۃً اس کی تمام قوتیں منتشر ہو جاتی ہیں۔ رمضان انابت الی اللہ کی طرف متوجہ کر کے اس کی منتشر قوتوں کو جمع کرتا ہے اور پھر انہیں ایک صالح جہت اور رخ پر ڈال دیتا ہے۔ وہ اب دنیا بٹورنے کے بجائے صدقات و خیرات کے ذریعہ دنیا کو لٹانے کا دلدادہ ہو جاتا ہے۔ دوسروں کی ہمدردی، غمخواری اور مواسات کر کے ان کو بھی صالح زندگی کی راہ دکھاتا ہے اور پورے کرۂ ارض کی صالح تعمیر میں لگ جاتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے کہ کرۂ ارض سے فتنہ و فساد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے اور زمین پر اللہ کا اقتدار اعلیٰ قائم کر دے۔ وہ رمضان میں روزہ رکھ کر، کھانا پینا چھوڑ کر اس بات کی مشق بہم پہنچاتا ہے کہ خواہشات کی غلامی کو تج دے اور اسی طرح دوسرے غلاموں کی غلامی کو خیرباد کہہ کے روئے زمین پر ایک اللہ کی حکومت قائم کر دے تاکہ حقیقی معنوں میں رمضان کی رحمتوں اور برکتوں کی تکمیل ہو اور روئے زمین پر آسمانی برکتوں کے چشمے ابل پڑیں جس سے انسانیت کی کھیتی لہلہائے اور انسان امن و سکون، راحت و اطمینان، عدل و مساوات اور صلح و آشتی کے سائے تلے زندگی کی حقیقی مسرتوں سے ہمکنار ہو۔

☆☆☆☆☆

روشنی کا سفر

سمیہ فینن کا قبول اسلام

The Conversion story of Sumaya Fannoun

ترجمہ و تلخیص: محمد سموئیل فلاحی
ایم۔اے۔ انگلش

اپنی اس کہانی کو بیان کرنے میں مجھے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔ ممکن ہے میں کسی ایسے شخص کی مدد کر سکوں جو حق کا متلاشی ہے۔ اس کہانی کو میں نے ایسٹر (Easter) کے ہفتے میں لکھنا شروع کیا اس لئے کہ میرا خیال تھا کہ اس دن سے کوئی کام کرنا زیادہ اچھا اور بابرکت ہوتا ہے۔ الحمد للہ مجھ کو مسلم ہوئے تقریباً سات سال ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے میں اسلام کے بارے میں اس وقت واقف ہوئی جب میں یونیورسٹی میں طالب علم تھی تو میری ملاقات ایک مسلم طالب علم سے ہوئی۔ کالج میں ہائی اسکول کی تیاری تک میں یہ سمجھتی تھی کہ قرآن یہودیوں کی مقدس کتاب ہے اور یہ کہ مسلم بت کی پوجا کرنے والے کافر کو کہتے ہیں۔ میں کسی نے مذہب کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتی تھی۔ میرا یہ عقیدہ تھا کہ جب تک دنیا میں امریکہ سپر پاور کی حیثیت سے رہے گا ہم دنیا میں سب سے اچھے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا جو کچھ بھی مذہب ہو، سب سے بہتر رہے گا۔ مجھے معلوم تھا کہ عیسائیت مکمل مذہب نہیں ہے پھر بھی میرا یہ خیال تھا کہ دنیا میں یہ سب سے بہتر مذہب ہے۔ بہت دنوں تک میرا یہ خیال تھا کہ اگرچہ بائبل میں اللہ کا کلام موجود ہے مگر اس شخص کا بھی کلام اس میں شامل ہے جس نے بائبل کو لکھا ہے۔ جب بھی میں نے اپنی زندگی میں بائبل کا مطالعہ کیا ہر دفعہ کچھ ایسی باتیں پائیں جو عجیب و غریب تھیں اور درحقیقت کچھ گندی قسم کی بھی وہ عبارتیں ہوتی تھیں۔ میں

ہمیشہ یہ سمجھنے سے قاصر رہی کہ آخر کیوں انبیاء علیہم السلام کچھ ایسے غلط کام کر سکتے ہیں جو کہ عام آدمی بھی بغیر سوچے سمجھے نہیں کر سکتا۔ ان میں حضرت یعقوبؑ، حضرت سلیمانؑ اور تقدیر وغیرہ شامل ہے جن کے بارے میں کچھ نازیبا الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ چرچ میں اکثر میں نے یہ بات سنی تھی کہ جب یہ انبیاء گناہوں سے نہیں بچ سکے تو کس طرح سے ممکن ہے کہ عام انسان غلطیوں اور گناہوں سے بچ سکے۔ اور یہ بات بھی بتائی جاتی تھی کہ عیسیٰ مسیحؑ نے ہمارے گناہوں کی بخشش کی خاطر اپنی جان قربان کردی اس لئے کہ ہم انسان اپنی مدد نہیں کر سکتے۔

اس طرح میں نے نظریہ تثلیث پر غور کرنا شروع کیا۔ یہ سمجھنے کی کوشش کی کہ کس طرح سے ایک خدا کے بجائے تین خدا ہو سکتے ہیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ ہے جس نے اس کائنات کی تخلیق کی۔ دوسرے عیسیٰ مسیحؑ ہیں جنھوں نے ہمارے گناہوں کے کفارے میں اپنی جان قربان کردی اور پھر اس کے بعد روح القدس کا نمبر آتا ہے۔ جب میں خدا کی بندگی کرتی تھی تو میرے ذہن میں ایک ایسے شخص کی تصویر ابھرتی تھی جو بہت ہی عقل مند ہو اور لمبا چغہ پہنے ہوئے بادلوں کے درمیان پرواز کر رہا ہو۔ جب میں عیسیٰ مسیحؑ کی عبادت کرتی تھی تو میرے ذہن میں سنہرے بالوں والے ایک گورے آدمی کی تصویر ابھرتی تھی جس کے داڑھی تھی اور نیلی آنکھیں تھیں۔ اور جہاں تک روح القدس کا تصور ہے تو میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی کہ کیسی تصویر ہوتی تھی۔ اور میں نے خود بخود صرف خدا کو پکارنا شروع کیا اس لئے کہ مجھے پتہ تھا کہ صرف خدا کو پکارنا اور اس کی عبادت کرنا ہی سب سے بہترین عبادت کا طریقہ ہے۔

جب میں نے اسلام کا مطالعہ اور تحقیق شروع کی تو براہ راست خدا کی عبادت کرنے میں مجھے کوئی دشواری نہیں ہوئی اس لئے کہ ایسا کرنا مجھے فطرت کے عین مطابق لگا۔ تاہم عیسیٰ مسیحؑ کی عبادت ترک کرنے میں مجھ کو خوف محسوس ہو رہا تھا اس لئے میں نے اپنا بہت سارا وقت اس موضوع پر غور وفکر میں صرف کر دیا۔ میں نے حق کی تلاش میں عیسائیت کی تاریخ کا مطالعہ شروع کیا۔ جتنا زیادہ میں نے اس سلسلے میں غور کیا میں اتنا ہی زیادہ محسوس کیا کہ عیسیٰ مسیحؑ کی قربانی اور

عبادت دونوں متوازی چیزیں ہیں اور یہ یونانی عقیدہ جو میں نے نچلے درجات میں پڑھا تھا ایک دیوتا نے ایک عورت سے شادی کی جس سے ایک بچہ پیدا ہوا جو نیم دیوتا تھا اور جس کے اندر کچھ خدائی صفات بھی تھیں۔ یہ تمام باتیں مجھ کو ایک جیسی لگتیں۔

جب میں ہائی اسکول کی طالبہ تھی تب ہی سے مجھے عیسائی نظریات کے تئیں کچھ بیزاری سی محسوس ہوتی تھی۔ دو چیزیں مجھ کو بہت پریشان کرتی تھیں۔ پہلی چیز یہ کہ جدید اور قدیم بائبل کے متن اور مفہوم میں کافی تضاد تھا۔ میرا شروع ہی سے یہ خیال تھا کہ جو احکام عشرہ شریعت موسوی میں واضح ہیں یہ سیدھے سادے قوانین ہیں جن پر عمل خدا کو ہم سے مطلوب ہے۔ اور عیسیٰ مسیحؑ کی عبادت کا مطلب ہے کہ احکام عشرہ کے پہلے قانون کی صریح خلاف ورزی کرنا ہوا۔ اس لئے کہ ہم عیسیٰ مسیحؑ کو عبادت میں خدا کا شریک اور ساجھی مانتے ہیں۔ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آسکی کہ کس طرح خدائے علیم وبصیر اپنی سوچ یا نظریے کو بدل سکتا ہے۔ اس طرح کا حکم دیکر کہ عیسیٰ مسیحؑ کو بھی میرے ساتھ شریک مانو۔ پھر دوسرا سوال مغفرت اور پشیمانی کا ہے۔ اس لئے کہ قدیم بائبل میں لوگوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور پشیمان ہوں۔ جب کہ جدید بائبل میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ عیسیٰ مسیحؑ نے لوگوں کے گناہوں کے کفارہ میں خود اپنی جان قربان کردی ہے۔ سینٹ پال نے اپنے پیروکاروں سے کبھی نہیں کہا کہ اپنے گناہوں پر پشیمان ہو بلکہ عیسیٰ مسیحؑ کی قربانی کی وجہ سے تمام گناہوں پر خدائی فتح کا اعلان کردیا۔ انسان سے یہ بات نہیں کہی گئی ہے کہ وہ نیکی کا کام کریں کہ خدا ان کی تعریف کرے تو آخر ہمارے اندر نیکی کے کام کرنے کا جذبہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے جب کہ گناہ کرنے میں بڑا مزہ آتا ہے۔ اچھے اور برے کی وضاحت تو سماج نے بھی کردی ہے۔ ایک ماہر اطفال بھی آپ سے کہے گا کہ بچوں کو یہ ضرور جاننا چاہئے کہ ان کے ہر کام کے نتائج ہوتے ہیں اور یہ والدین کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو اجازت دیں کہ اپنے کام کے انجام کو وہ خود مشاہدہ اور تجربہ کر سکیں۔ بچوں سے کہا جائے کہ وہ اچھے کام کریں، خدا اور لوگوں کے حقوق کو پہچانیں اور شرمناک

کام سے دور ہیں۔ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ آج کل ہمارے قید خانے بھرتے جا رہے ہیں اور والدین بچوں پر اپنے اختیار بھی کھوتے جا رہے ہیں۔ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ انسان صرف اپنے اعمال کی بنیاد پر جنت میں جائے گا بلکہ اس کے برخلاف نبی کریمؐ نے فرمایا کہ ''صرف وہی آدمی جنت میں داخل ہوگا جس پر اللہ کا کرم اور مہربانی ہوگی۔'' جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں آیا ہے: ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: نیکی کے کام کرو ٹھیک طرح سے باخلوص کے ساتھ اور مناسب طریقے سے اور اچھی بشارت تم یاد اس لئے کہ ایک آدمی کی نیکی کے کام اس کو جنت میں نہیں داخل کرائیں گے تو لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ بھی نہیں جائیں گے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں بھی نہیں جنت میں داخل ہوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور مہربانی مجھ پر نہیں ہوگی۔''

تو در حقیقت میں بھی نہیں جانتی تھی خدا کون ہے۔ اگر عیسیٰ مسیحؑ کوئی الگ سے خدا نہیں تھے بلکہ خدا کا ایک حصہ تھے۔ تو وہ کون سی ذات ہے جس کے حضور انہوں نے اپنی جان کی قربانی پیش کی۔ اور وہ کون سی ذات تھی جس کی انہوں نے گیتھ سمان Gethsemane (یروشلم کے قریب زیتون کے درختوں سے بھرا ایک پہاڑ ہے جہاں عیسیٰ مسیحؑ اکثر اپنے پیروکاروں کے ساتھ جایا کرتے تھے) کے باغ میں عبادت کی تھی۔ اگر وہ واقعی خدا سے فطرت میں الگ ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے وحدانیت کا تصور ترک کر دیا جو کہ قدیم بائبل کی تعلیمات کی صریح خلاف ورزی ہے۔ یہ اتنا زیادہ مشکوک اور شبہات سے پر معاملہ تھا کہ میں نے اس پر مزید غور و فکر کرنا ہی چھوڑ دیا اور مجھے یہ بات بہت بری لگی اپنے مذہب کو سمجھنے سے قاصر رہی۔ یہ معاملہ میرے سامنے پھر اس وقت آیا جب میں نے کالج میں مستقبل میں اپنے ہونے والے شوہر سے مذہبی معاملات پر گفتگو کر رہی تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں ان کے سامنے نظریہ تثلیث کی وضاحت کروں اور ان کو سمجھانے میں جب میں ناکام ہو گئی تو مایوسی میں اپنے ہاتھ میں نے جھاڑ لئے اور کہا کہ یہ معاملہ میں ان کو نہیں سمجھا سکتی اس لئے کہ میں کوئی مذہبی عالم نہیں ہوں۔ اس پر

انہوں نے نہایت ہی پرسکون انداز میں جواب دیا کیا تمہارے پاس کوئی ایسا عالم آیا جس نے تمہارے مذہب کی بنیادی تعلیمات سمجھائی ہو۔ اس پر مجھ کو بہت چوٹ پہنچی اور بسا اوقات سچی بات سے چوٹ بھی پہنچتی ہے۔ اس موضوع پر میں اب بالکل تھک چکی تھی کہ آخر میں اب تک کس کی عبادت کرتی رہی تھی۔ میں بے دلی سے ان کی باتیں سنتی رہی جب وہ مجھ کو خدا کی وحدانیت بتا رہے تھے اور یہ کہ خدا نے اپنا کوئی ارادہ اور سوچ نہیں بدلی ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کے ذریعہ اس نے اپنا پیغام انسانیت تک پہنچا کر انبیائی مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ مجھ کو یہ بات تسلیم کرنی پڑی کہ ان کی اس بات میں صداقت ہے کہ اللہ تعالیٰ صدیوں سے انسانوں تک اپنے پیغمبروں کو بھیجتا رہا ہے اس لئے کہ لوگ برابر ضلالت و گمراہی میں بھٹکتے رہے اور ان کو ہدایت کی ضرورت تھی۔ اس موقع پر میں نے ان سے کہا کہ وہ اپنے مذہب کے بارے میں صرف میری معلومات کے لئے مجھے کچھ بتائیں لیکن مجھ کو مسلمان بنانے کی کوشش نہ کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھ کو مسلمان کبھی نہیں بنا پائیں گے۔ تو انہوں نے کہا بالکل نہیں، میں تم کو صرف یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اسلام کیا ہے اور بحیثیت مسلم یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں تمہارے سامنے اسلام سے متعلق سب کچھ بتاؤں۔ اور یقیناً انہوں نے مجھ کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ الحمدللہ کسی حد تک اللہ تعالیٰ نے میری اپنے اس سچے دین تک پہنچنے میں رہنمائی کی۔

اسی دوران میری ایک سہیلی نے مجھ کو قرآن کا انگریزی میں ایک نسخہ بطور ہدیہ دیا جو اس نے ایک دوکان سے حاصل کیا تھا۔ اس کے علم میں بالکل یہ بات نہیں تھی کہ یہ ترجمہ ایک عراقی یہودی نے کیا تھا تاکہ لوگوں کو مذہب اسلام سے برگشتہ کیا جا سکے اور قرآن فہمی سے دور کیا جا سکے۔ یہ ترجمہ بہت زیادہ شبہات پیدا کرنے والا تھا۔ میں نے ان تمام پیراگراف اور جملوں پر نشان لگایا جو میں اپنے مسلم دوست سے پوچھنا چاہتی تھی۔ جب وہ بیرون ملک کے دورہ سے واپس آیا تو میں نے اس سے تمام سوالات اور نشان زدہ پیراگراف کے متعلق وضاحت چاہی۔ وہ مجھ کو اس انگریزی ترجمہ کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں بتا سکا کہ واقعی یہ قرآن کا حصہ ہے۔

البتہ بڑے صبر سے اس نے مجھ کو ان آیات کے صحیح مفہوم و مطالب سمجھائے اور وہ تمام پس منظر بھی بتائے جن میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔ پھر اس نے مجھ کو قرآن کا صحیح ترجمہ والا ایک نسخہ لاکر کے دیا جو میں نے بغور پڑھا۔ میں آج بھی قرآن پڑھتی ہوں، اسے یاد کرتی ہوں۔ جتنا زیادہ میں قرآن کا مطالعہ کرتی جاتی ہوں اتنا ہی زیادہ میرے دل میں یہ یقین پختہ ہوتا جاتا ہے کہ یہ کتاب صرف ایک خدا کا کلام ہے۔ میں خدا کی مہربانی اور گناہوں کے بخش دینے میں اس کے کرم کے بارے میں پڑھ رہی تھی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا ہے۔ میں دل کی گہرائی سے چیخ اٹھی۔ میں نے تیز تیز رونا شروع کر دیا اور اپنے ماضی کی غلطیوں پر چیخ اٹھی۔ اور اس خوشی میں کہ آخر کار میں نے نجات کا راستہ پالیا اور مجھے اس بات کا احساس تھا کہ میں ہمیشہ کے لئے بدل گئی ہوں۔ میں ان سائنسی انکشافات پر حیران ہوگئی جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔ اس وقت میں مائکرو بیالوجی میں ڈگری حاصل کرنے جا رہی تھی اور خاص طور سے قرآن میں جنین کے مختلف مراحل کے بارے میں جو تفصیلات بیان ہوئی ہیں ان سے میں بہت متاثر ہوئی۔ اتنی زیادہ متاثر ہوئی کہ مجھ کو پوری طرح سے یقین ہوگیا کہ قرآن مجید خدا کی طرف سے برحق کتاب ہے اور میں نے دل سے فیصلہ کر لیا کہ اسلام کو اپنے مذہب کے طور پر قبول کروں گی۔

میں نے ان تمام مراحل میں محسوس کیا کہ مسلم ہونے کے لئے سب سے پہلا اور سب سے زیادہ اہم قدم کلمہ شہادت کا دل کی گہرائی سے اقرار کرنا ہے اور اس طرح سے میں لا الــہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہوگئی۔

(بحوالہ مسلم یوتھ مارچ ۲۰۰۳ء)

☆☆☆☆☆

مقالات

علم علل الحدیث کا تعارف

ابو عارض فلاحی

علت کے لغوی معنی مرض کے آتے ہیں۔ اصطلاح میں علت اس مخفی و پوشیدہ سبب کو کہتے ہیں جو صحت حدیث کو متاثر کر دے درآنحالیکہ ظاہراً وہ حدیث صحیح و سالم نظر آ رہی ہو۔

علم علل الحدیث کی تعریف: وہ علم ہے جس میں ان مخفی و غامض علتوں سے بحث کی جاتی ہے جن سے حدیث کی صحت متاثر ہو جاتی ہے۔ جیسے کسی منقطع حدیث کا موصولاً بیان ہونا، یا مرفوع حدیث کا موقوفاً بیان کیا جانا، یا کسی حدیث کے کسی ٹکڑے کا دوسری حدیث میں ادراج، یا کسی متن پر دوسری سند کو لگا دینا وغیرہ۔

اس علم کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے امام حاکم لکھتے ہیں:

”یہ علم، صحیح و ضعیف حدیثوں یا جرح و تعدیل کی معرفت کا نام نہیں ہے۔ کیونکہ بسا اوقات ایسی علتوں کے سبب حدیث معلل ہو جاتی ہے جن کا جرح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجروح شخص کی روایت تو ساقط و متروک ہوتی ہے۔ علت تو حقیقۃً ثقہ راویوں کی مرویات میں پائی جاتی ہے۔ ثقہ راوی کبھی کبھی علت سمیت کسی حدیث کو بیان کرتا ہے جس کا علم عام لوگوں کو نہیں ہو پاتا جس کی وجہ سے وہ حدیث معلول ہو جاتی ہے۔“ (معرفۃ علوم الحدیث: ۱۱۲-۱۱۳)

علت کی معرفت کے لئے علماء حدیث نے کافی اہتمام کیا اور اس کے لئے انہوں نے حدیث کے جملہ طرق کو جمع کیا۔ ائمہ حفاظ سے ملاقات کر کے ان سے ان کی مرویات کا سماع حاصل کیا اور ان کے سامنے مختلف حدیثوں پر مذاکرے کئے اور متعدد روایات کو ان کے سامنے پیش کیا۔ کیونکہ صحیح احادیث میں سے معلول احادیث کی معرفت کا یہی واحد ذریعہ ہے۔ اس فن پر

گفتگو صرف وہی کرسکتا ہے جو خداداد ذہانت اور وسیع علم کا مالک ہو۔ اسی لئے عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں: ''کسی ایک حدیث کی علت کی معرفت جو حدیث مجھے یاد ہے میرے نزدیک ایسی تین احادیث کی کتابت سے زیادہ بہتر ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔'' (علل الحدیث ۱۰)

عبدالرحمن بن مہدی سے پوچھا گیا آپ کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے، یہ حدیث ثابت نہیں تو آخر آپ یہ کس سے روایت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اگر تم صیرفی کے پاس اپنے چند دراہم دکھاؤ اور وہ بتلائے کہ یہ ٹھیک ہے اور یہ کھوٹا سکہ ہے تو کیا تم اس سے یہ سوال کرو گے یہ آپ کو کس کے ذریعہ معلوم ہوا یا اس صیرفی کی بات مان لو گے۔ ٹھیک یہی معاملہ احادیث کی علتوں کا ہے، اس کی معرفت باہم مناظرے، طویل صحبت اور تجربہ سے ہوتی ہے۔

(تدریب الراوی: ۱۶۲)

اسی سلسلے میں عبدالرحمن بن مہدی مزید کہتے ہیں: ''جاہل عوام کے سامنے ہمارا کسی حدیث پر اظہار نکیر کرنا کہانت کے مانند ہے۔''

ابو حاتم الرازی کہتے ہیں: ''حدیث کی معرفت اس نگینہ کی معرفت کے مانند ہے جس کی قیمت سو دینار ہو اور اسی جیسے اسی رنگ کے ایک دوسرے نگینہ کی قیمت دس درہم ہو۔''
(علل الحدیث: ۳۰)

علماء کا اس فن کی اہمیت اور مقام و مرتبہ پر اتفاق ہے۔ ابن الصلاح کہتے ہیں:
''حدیث کی علتوں کی معرفت علوم حدیث کا ایک انتہائی عظیم و جلیل فن ہے۔ انتہائی دقیق اور اشرف۔ اس میں مہارت صرف ان حفاظ ہی کو ہوسکتی ہے جن کے پاس تجربہ اور خداداد ذہانت ہو۔ (مقدمہ ابن الصلاح: ۳۳)

علل حدیث پر متقدمین و متاخرین سب نے گفتگو کی ہے جیسے یحییٰ بن سعید القطان، ابن مہدی، ابن معین، ابن المدینی، امام احمد، امام بخاری، ابو حاتم رازی، ابو زرعہ رازی، ابن عدی، دارقطنی وغیرہ۔ ان علماء نے بیشتر احادیث کی علتوں کو بیان کیا ہے اور ان اصولوں کی

جانب رہنمائی فرماتی ہے جو علتوں سے پردہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس فن پر ان کا علمی ورثہ، بحث و تحقیق کے ان کے اعلیٰ تحقیقی اصولوں اور ان کے منہج بحث کی استقامت پر دلالت کرتا ہے۔

کیا علتوں کو بیان کرنا مصلحت کے خلاف ہے:

بعض علماء عوام کے سامنے احادیث کی علتوں کو ظاہر کرنے کو معیوب سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ فن عوام کی ذہنی رسائی سے پرے ہے۔ ابو داؤد السجستانی اہل مکہ کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں: ''عام لوگوں کے حق میں یہ بات بے حد مضر ہے کہ علل حدیث کو ان کے سامنے بیان کیا جائے۔ کیونکہ عوام کی علمی سطح ان علتوں کے ادراک سے قاصر ہے۔'' البتہ جمہور علماء کے نزدیک، سنت کی حفاظت اور دین کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ ان علتوں سے بحث کی جائے جو راویوں کے سہو و نسیان اور وہم و خطا کی بنا پر ان کی مرویات میں در آئی ہیں۔ اس سے غیر معلل احادیث پر نقد کرنے کی راہ نہیں کھلے گی بلکہ اس کے ذریعہ صحیح احادیث علتوں سے محفوظ ہونے کی بناء پر مزید قوی اور صحیح ثابت ہوں گی۔ (شرح کتاب علل الجامع للترمذی۔ ابن رجب ۱۳۵)

علت کی وقوع کی جگہیں:

علت کے وقوع کی جگہیں ہیں:

[۱] [redacted] : اور عموماً علت سند ہی میں پائی جاتی ہے۔ اور سند میں پائی جانے والی علت کا اثر کبھی کبھی سند کی حد تک ہی محدود رہتا ہے اور کبھی کبھی اس کی وجہ سے متن بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ سند اور متن کو متاثر کرنے والی علت، سند کا وقف یا ارسال یا انقطاع کے ذریعہ معلل کیا جانا ہے۔

سند میں واقع علت کی مثال، یعلی بن عبید الطنافسی کی یہ حدیث ہے:

سفيان الثوري عن عمرو بن دينار عن ابن عمر عن الرسول ﷺ:
"البيعان بالخيار".

اس حدیث کی سند میں یعلی سے عمرو بن دینار کے نام کو نقل کرنے میں وہم ہو گیا ہے

کیونکہ سفیان کے دیگر ثقہ شاگردوں نے اسے "عبداللہ بن دینار" کے واسطے سے روایت کیا ہے عمرو کے واسطے سے نہیں۔

[۲] **متن**: متن میں واقع ہونے والی علت کی مثال:

جیسے نماز میں جہراً بسم اللہ پڑھنے کی روایت جو مسلم اور موطا میں مروی ہے یہ حدیث متعدد وجوہ سے معلل ہے جن کو سیوطی نے مستقل ایک مجلس میں لکھایا ہے اور تدریب میں ان کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔

__اس فن پر مشہور تصانیف:__

دوسری صدی کے اواخر اور تیسری صدی کے آغاز میں حدیث کی علتوں پر مستقل تصانیف کا آغاز ہوا۔ قدیم ترین کتابیں فقہی ابواب کے لحاظ سے مرتب نہ تھیں بلکہ مختلف ابواب سے تعلق رکھنے والی احادیث کو یکجا کر دیا جاتا تھا۔ جیسے ابن معین اور علی ابن المدینی سے منقول علتیں۔ پھر فقہی ابواب کے لحاظ سے تصنیف کا آغاز ہوا اور بعض علماء نے "مسند" کے طرز پر بھی کتابیں لکھیں۔ عموماً کتب علل کا منہج یہ ہے کہ اپنے استاد سے کسی معین واسطہ سے مروی حدیث کے تعلق سے پوچھا جاتا ہے اور وہ اس کی سند یا متن یا دونوں میں واقع غلطیوں کا تذکرہ کرتے ہیں اور کبھی کبھی حدیث کے صحیح واسطوں کو بھی بیان کرتے ہیں اور پھر پوچھی گئی حدیث کی علت کے بیان میں اس پر اختصار کرتے ہیں۔ بسا اوقات بعض راویوں کا تعارف بھی کرایا جاتا ہے اور حفظ و اتقان کے لحاظ سے ان کے احوال پر سیر حاصل بحث کی جاتی ہے۔ اسی لئے بعض مؤلفین اس فن پر لکھی گئی اپنی کتاب کا نام "التاریخ والعلل" یا "الرجال والعلل" بھی رکھتے ہیں۔ اس منہج کو اختیار کرنے کی وجہ اس علم کی فطری و طبعی ساخت ہے کیونکہ یہ علم حفظ و فہم، متعدد واسطوں کی معرفت، مشتبہ راویوں کے ناموں، لقبوں، نسبوں وطن، شیوخ اور احادیث کی معرفت پر منحصر ہے۔ اسی لئے جب کوئی شخص کسی ماہر فن سے کسی حدیث کے متعلق سوال کرتا ہے تو فوراً

جواب حاضر ہوتا ہے۔

آپ کے بعد امام احمد بن حنبل نے "علل الحدیث" اور حافظ یعقوب بن شیبہ السدوسی البصری نے "مسند المعلل" اور امام محمد بن عیسیٰ الترمذی نے "کتاب العلل" لکھی۔ پھر چوتھی صدی کے اختتام سے پہلے پہلے متعدد کتابیں منظر عام پر آگئیں۔

ان کتابوں کے بعد سب سے جامع ترین کتاب حافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی کی "کتاب علل الحدیث" منظر عام پر آئی۔ یہ کتاب دو جلدوں میں مصر سے ۱۳۴۳ھ میں شائع ہوئی ہے۔ اور حافظ علی بن عمر الدارقطنی کی کتاب "العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ" اس فن پر سب سے جامع ترین کتاب ہے۔ یہ کتاب مسند کے طرز پر ترتیب دی گئی ہے۔ ۱۲ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے پانچ اجزاء خزانۃ المخطوطات بدار الکتب المصریہ میں (۳۹۴ حدیث) کے تحت موجود ہیں۔

☆☆☆☆☆

مقالات

توریت میں بشارات محمدیہ ﷺ
(۲)

ابوطوبیٰ فلاحی

تیسری بشارت: ”خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے ان پر آشکارا ہوا اور کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا اس کے دہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی۔

سینا سے اللہ تعالیٰ کے آنے کا مطلب موسیٰ کو توریت کا عطا کرنا اور سعیر سے آشکارا ہونے کا مطلب عیسیٰ کو انجیل کا دینا اور فاران سے جلوہ گر ہونے کا مطلب محمد عربی ﷺ کو قرآن کا دیا جانا ہے۔ کیونکہ فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام ہے۔

سعیر اور فاران سے جلوہ گر ہونے کا یہ مطلب بیان کرنا کہ آگ جب کوہ حور سے ظاہر ہوئی تو ساعیر اور فاران کے علاقوں تک جا پہنچی درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایک مقام پر اگر آگ کو پیدا فرمایا تو یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ وہاں ظہور پذیر ہوا۔ الا آنکہ اس واقعہ کے ساتھ وحی کا نزول ہوا ہو یا کسی سزا اور عقوبت کا انزال، اور یہودی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ سیناء میں جب خدا کا ظہور ہوا تو وحی یعنی توریت نازل کی گئی تو ظاہر ہے سعیر اور فاران پر خدا کے ظہور کی صورت میں بھی وحی کے نزول کو ماننا پڑے گا۔

عیسائی محققین فاران سے مراد وادی حجاز نہیں بلکہ درج ذیل تین مقامات لیتے ہیں:

[۱] وہ وسیع میدان جو بیر شبع کی شمال حد سے کوہ سینا تک پھیلا ہوا ہے۔

[۲] قادیش جہاں حضرت ابراہیم نے کنواں کھدوایا تھا جس کا نام بیر شبع تھا اور فاران دونوں ایک ہیں۔

[۳] فاران اس وادی کو کہتے ہیں جو کوہ سینا کے مغربی نشیب پر واقع ہے اور جہاں بہت سی ٹوٹی پھوٹی عمارتیں اور پرانی قبریں اور مینار یں وغیرہ اب تک موجود ہیں۔

یہ تینوں توجیہیں درست نہیں، خود توریت کی داخلی شہادت ان کی تردید کرتی ہے۔

توجیہ اول کی تردید:

پہلی توجیہ کا منشا یہ ہے کہ فاران ایک بہت بڑی وادی ہے اور اس میں شور و سینا وغیرہ سب شامل ہیں۔ اس توجیہ کی تردید کے لئے توریت مقدس کی چند آیتیں نقل کر دینی کافی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فاران ایک مستقل اور جداگانہ وادی ہے اور وادیوں سے مل کر نہیں بنی ہے:

[۱] کتاب گنتی میں ہے: ”تب بنی اسرائیل دشت سینا سے کوچ کر کے نکلے اور وہ بادل دشت فاران میں ٹھہر گیا۔“ (باب ۱۰/۱۲) یہ آیت صراحۃً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سینا اور فاران دو الگ الگ بیاباں ہیں۔

[۲] کتاب پیدائش میں ہے: عیلام کے بادشاہ کدرلاعمر: ”حوریوں کو ان کے کوہ سعیر میں مارتے مارتے ایل فاران تک جو بیاباں سے لگا ہوا ہے آئے۔“ (باب ۶/۱۳)

[۳] ”اس کے بعد وہ لوگ حصیرات سے روانہ ہوئے اور دشت فاران میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے .... اور وہاں سے زمین کنعان کا حال دریافت کرنے کے لئے سرداران قوم کو بھیجا۔“ (کتاب گنتی باب ۱۶/۱۲ و باب ۳/۱۳)

یہ آیات صراحۃً اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ حصیرات سے آگے فاران ان سب وادیوں سے جدا وادی ہے۔

[۴] کتاب اول سلاطین باب ۱۱ آیت نمبر ۱۸ میں حدد اور اس کے ہمراہیوں کے مصر میں جانے کے حال کے بارے میں لکھا ہے کہ ”وہ مدیان سے نکلے اور فاران میں آئے اور وہاں سے آدمی ساتھ لے کر مصر کو گئے۔“ مدیان وہ شہر ہے جس کو عرب میں ”مدین“ کہتے تھے اور جو

ساحل بحر قلزم پر جو حجاز کی جانب ہے تبوک سے تخمیناً چھ منزل جنوب واقع ہے اور یہ شہر یمن وادی فاران میں واقع تھا جو ٹھیک حجاز ہے۔ اس سے دو مطلب ایک حجاز اور وادی فاران کا متحد ہونا دوسرے وادی فاران کا ایک مستقل جدا وادی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

توجیہ دوم کی تردید:

دوسری توجیہ یہ تھی کہ "فاران" اور "قادیش" دونوں ایک ہیں۔ اس کی تردید بھی توریت کی درج اس آیت سے ہو جاتی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ دونوں وادیاں الگ الگ مقامات کا نام ہیں۔

"اور حوریوں کو ان کے کوہ شعیر میں مارتے مارتے اہل فاران تک جو بیاباں سے لگا ہوا ہے آئے پھر وہ لوٹ کر عین مصفات یعنی قادیش پہونچے۔" (کتاب پیدائش ۱۴/۶-۷)

تیسری توجیہ کی تردید:

تیسری توجیہ یہ کہ فاران کوہ سینا کے مغربی نشیب میں واقع ہے جہاں کھنڈرات بھی پائے گئے ہیں۔ یہ استدلال بھی درست نہیں۔ مشرقی جغرافیہ دانوں کی تحریروں میں تین مقاموں کا فاران کے نام سے تذکرہ آیا ہے فاران حجاز، نواح سمرقند کا فاران (یہ بحث سے خارج ہے) تیسرا کوہ سینا کے مغربی نشیب میں واقع فاران۔ لیکن عہد موسیٰ میں فاران کے نام سے یہاں کوئی جگہ معروف نہ تھی۔

ریورنڈ مسٹر فارسٹر نے اس تیسری توجیہ کی دلیل یہ دی ہے۔ "اسماعیل کی اولاد حویلہ سے شور تک جو مصر کے سامنے اس راستہ پر ہے جس سے اسور کو جاتے ہیں آباد تھی۔" (پیدائش ۱۸/۲۵) اس سے استدلال کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔ اقرار خدا کا پورا ہو گیا کہ بنی اسماعیل شور سے حویلہ تک یعنی عرب میں مصر کے کنارہ سے دریائے فرات کے موہانہ تک پھیل گئے۔"

لیکن مصنف نے غلطی یہ کی ہے کہ "حویلہ" کو دریائے فرات کے موہانہ پر قرار دیا ہے

حالانکہ وہ مقام جس کا بانی حویلاہ ہے اور جس کا نام توریت کتاب اول باب ۱۰ آیت ۲۹ میں آیا ہے یمن کے قریب واقع ہے۔

دوسری غلطی اس مصنف کی یہ ہے کہ وہ "شور" کو عربیا پٹریا کے مغرب میں بتاتے ہیں اور یہ صریح غلطی ہے کیونکہ شور کے بیاباں سے وہ وسیع میدان بتایا جاتا ہے جو سریا کے جنوب سے مصر تک پھیلا ہوا ہے۔ توریت کی جس آیت کا ریونڈ مسٹر فارسٹر نے ذکر کیا ہے یعنی کتاب اول باب ۱۸/۲۵ اس میں دو لفظ ہیں: اشورہ اور حویلہ اور کسی نام کے ساتھ "بیاباں" نہیں لگا ہوا ہے۔ شور کا نام حال میں سریا ہے اور کچھ شک کا مقام نہیں ہو سکتا کہ حال کا نام اشورہ کا سریا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسماعیل کی اولاد اس قطعہ زمین میں آباد ہوئی جو یمن کی شمالی سرحد سے سریا کی جنوبی سرحد تک ہے۔ اور یہی امر مطابق واقع کے بھی ہے اور توریت کے بیان کے مطابق بھی ہے اور اسی مقام میں اسماعیل کی اولاد کی آبادیوں کے نشان ملتے ہیں اور یہی ٹکڑا زمین کا حجاز کہلاتا ہے اور اسی کا قدیم نام فاران تھا اور ہماری اس توجیہ کی مزید تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ جو مسافر وہاں سے اس سریا کو جاتا ہے تو ٹھیک مصر سامنے ہوتا ہے جیسا کہ توریت میں لکھا ہے۔

"دیکھئے مقالات سرسید"

چوتھی بشارت : زبور میں ہے:

"میرے دل میں ایک نفیس مضمون جوش مار رہا ہے میں وہی مضامین سناؤں گا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلمبند کئے ہیں۔ میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے۔ تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے۔ اس لئے خدا نے تجھے ہمیشہ کے لئے مبارک کیا۔ اے زبردست تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت وشوکت ہے اپنی کمر سے حمائل کر اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر اپنی شان وشوکت میں اقبالمندی سے سوار ہو اور تیرا دہنا ہاتھ تجھے مہیب کام دکھائے گا۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں۔ امتیں تیرے سامنے

ریز ہوتی ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت۔ اسی لئے خدا تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے تیرے ہر لباس سے مر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ ہاتھی دانت کے محلوں میں سے تار اور سازوں نے تجھے خوش کیا ہے۔ تیری معزز خواتین میں شاہزادیاں ہیں۔ ملکہ تیرے داہنے ہاتھ اوفیر کے سونے سے آراستہ کھڑی ہے۔ اے بیٹی سن غور کر اور کان لگا، اپنی قوم اور اپنے باپ کے گھر کو بھول جا۔ اور بادشاہ تیرے حسن کا مشتاق ہوگا۔ کیونکہ وہ تیرا خداوند ہے۔ تو اسے سجدہ کر اور صور کی بیٹی ہدیہ لے کر حاضر ہوگی۔ قوم کے دولت مند تیری رضا جوئی کریں گے۔ بادشاہ کی بیٹی محل میں سرتاپا حسن افروز ہے۔ اس کا لباس زربفت کا ہے۔ وہ بیل بوٹے دار لباس میں بادشاہ کے حضور پہنچائی جائے گی۔ اس کی کنواری سہیلیاں جو اس کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں تیرے سامنے حاضر کی جائیں گی۔ وہ ان کو خوشی اور خرمی سے لے آئیں گے وہ بادشاہ کے محل میں داخل ہوں گی۔ تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشین ہوں گے جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔ میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا۔ اس لئے امتیں ابد الآباد تیری شکر گزاری کریں گی۔ (زبور ۴۵/۱)

اہل کتاب اس بات کو مانتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام اس زبور میں ایک نبی کے آمد کی بشارت دے رہے ہیں اور ابھی تک مذکورہ بالا صفات کا حامل کوئی نبی ان کے یہاں ظاہر نہ ہوا۔ پروٹسٹنٹ عیسائی اس بشارت کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس میں مذکور تمام صفات مسیح علیہ السلام پر منطبق نہیں ہوتیں۔ اس بشارت میں ۷ اصفات مذکور ہیں جو جو بہ محمد عربی ﷺ کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔

[۱] وہ خوبصورت و حسین ہوگا: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہ دیکھی۔ ایسا لگتا تھا کہ سورج کی شعاعیں آپ کے چہرے پر دوڑ رہی ہوں۔ ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں دور سے لوگوں میں سب سے خوبصورت اور قریب سے اخلاق و کردار میں سب سے بہتر ہیں۔''

[۲] وہ انسانوں میں سب سے افضل ہوگا: قرآن مجید میں ہے: ''ان رسولوں میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان میں سے بعض کو درجات کے لحاظ سے سب سے بلند رکھا ہے۔'' اہل تفسیر بعض سے مراد محمد عربی ﷺ کو لیتے ہیں۔ مشہور حدیث ہے: ''میں قیامت کے دن آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور یہ بات میں فخراً نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں۔''

[۳] وہ فصیح اللسان ہوگا: آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ہر مخالف و موافق معترف ہے۔

[۴] وہ ہمیشہ کے لئے مبارک ہوگا: قرآن مجید میں ہے: ''اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور کروڑوں ہی نہیں اربوں افراد دن میں پانچ بار ہر نماز میں اس پر درود و سلام پڑھتے ہیں۔

[۵] وہ تلوار سے آراستہ ہوگا: آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے میں تلوار کے ساتھ خدا کا فرستادہ ہوں۔

[۶] وہ طاقتور ہوگا: آپ جسمانی لحاظ سے انتہائی طاقتور تھے۔

آپ کی بہادری بے نظیر تھی۔ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ بہادر اور جری کسی اور کو نہ پایا۔

ایک دوسری روایت میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب جنگ زور پکڑتی اور بیلیں سرخ ہو جاتے تو ہم نبی اکرم ﷺ کی ذات سے اپنا بچاؤ کرتے۔ وہ ہم میں دشمن سے سب سے زیادہ قریب ہوتے۔ میں نے بدر کے دن دیکھا کہ ہم آپ کی ذات کی پناہ لے رہے ہیں اور وہ ہم میں دشمن سے سب سے زیادہ قریب تھے۔''

[۷] وہ حق و صداقت کا علمبردار ہوگا:

امانت وصداقت آپ کی اہم صفت تھی۔ نضر بن الحارث نے قریش کو مخاطب کرتے ہوئے یوں خطاب کیا تھا: ''محمد تمہارے درمیان ایک نوعمر لڑکے تھے۔ انتہائی پسندیدہ ومحبوب، سچے اور بے حد امین یہاں تک کہ جب وہ بڑھاپے کے مرحلے میں داخل ہوئے اور نبوت کا اعلان فرمایا تو آپ لوگ انہیں جادوگر کہنے لگے۔ خدا کی قسم وہ جادوگر نہیں ہیں۔''

اور ہرقل نے ابوسفیان سے آپ کی حالت دریافت کرتے ہوئے پوچھا کیا نبوت کے دعویٰ سے پہلے وہ متہم بالکذب تھے۔ تو ابوسفیان نے جواب دیا نہیں۔

[۸] اس کی سلطنت کا انحصار اسی کا عصا ہوگا:

چنانچہ غزوۂ بدر وغزوۂ حنین کے موقعہ پر ایک مٹھی بھر مٹی لی اور پھر آپ نے اسے کافروں کے چہروں پر پھینک دیا جس سے ہر مشرک اپنی آنکھ میں تکلیف محسوس کرنے لگا۔ اور انہیں شکست ہوگئی اور مسلمانوں کو انہیں قتل کرنے اور گرفتار کرنے کا بھرپور موقعہ مل گیا۔

[۹] ان کا تیر تیز ہوگا:

آپ ﷺ تیر اندازی میں مہارت رکھتے تھے۔ بلکہ آپ کے خاندان اور اولاد اسماعیل کو بھی تیر اندازی میں مہارت حاصل تھی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''بنو اسماعیل تیر چلاؤ کیونکہ تمہارے والد تیر چلانے والے تھے۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے: ''عنقریب تم پر روم فتح ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہوگا۔ تم میں سے کوئی اپنے تیروں سے غافل نہ ہو۔''

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد اسے چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

[۱۰] امتوں کا آپ کی پیروی کرنا:

یہ صفت بھی آپ ﷺ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ لوگ آپ کے دین میں آپ کی زندگی میں ہی فوج در فوج داخل ہونے لگے تھے۔

[۱۱] وہ نیکی بھلائی کو چاہنے والا اور برائی سے نفرت رکھے گا: یہ صفت بھی آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔ ہر مخالف ومعاند اس کا معترف ہے۔

[۱۲] بادشاہوں کی بیٹیاں ان کی خدمت کریں گی: چنانچہ مختلف بادشاہوں اور قبیلہ کے سرداروں کی بیٹیاں آپ کے عقد میں آئیں۔ اور امراء وحکمرانوں کی بیٹیاں صحابہ کرام کی خدمت میں آئیں۔ یزدگرد کسریٰ کی بیٹی شہر بانو امام حسینؓ کے عقد میں تھیں۔

[۱۳] اس کی بارگاہ میں ہدیوں اور تحائف کا آنا۔

[۱۴] قوم کے مالداروں کا ان کی دلجوئی کرنا۔

یہ دونوں صفات بھی آپ پر مکمل طور پر منطبق ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی اور عمان کے بادشاہ نے آپ کی اطاعت قبول کی اور ایمان لائے اور ہرقل اور مصر کے بادشاہ مقوقس نے آپ کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجے۔

[۱۵] اس کے بیٹے زمین کے مختلف خطوں میں سردار ہوں گے: یہ صفت بھی آپ ﷺ پر منطبق ہو رہی ہے۔ آپ کے نواسے امام حسن کے لڑکوں اور پوتوں نے دنیا کے مختلف خطوں اور علاقوں میں اپنی حکومت قائم فرمائی۔ حجاز، یمن، مصر، مغرب، شام، فارس اور ہندوستان میں ان کی حکومتیں قائم ہوئیں۔

[۱۶] آپ کا نام ہر صدی اور نسل میں لیا جائے گا۔

[۱۷] ہمیشہ ہمیش مختلف قومیں آپ کی مدح وتعریف بیان کریں گی۔

یہ دونوں صفات بھی مکمل طور پر آپ ﷺ کے اندر پائی جارہی ہیں۔ ہر نسل میں لاکھوں انسان مختلف علاقوں اور شہروں میں دن میں پانچ بار بلند آواز سے آپ کا یوں ذکر فرماتے ہیں: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں'' اور اربوں انسان ان اوقات میں نماز میں آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ علماء اور مفسرین آپ کے فرمودات کی تشریح کرتے ہیں، حکمران اور سلاطین قبر نبی کے دروازے پر سلام کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

تعارف کتب

اسلامی مصادر کا تعارف

(۱۰)

ڈاکٹر عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان
جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ

علم منطق کے مصادر:

[۱] كتاب الالفاظ المستعملة في المنطق: ابونصر محمد بن محمد اوزلغ بن طرخان الفارابی (۳۳۹ھ)

یہ کتاب حقیقت میں فارابی کی منطق پر ایک کتاب کا مقدمہ اور پیش لفظ ہے۔ اس کتاب کے اخیر میں یہ عبارت درج ہے: "یہ چند باتیں ان اقوال پر مشتمل ہیں جن سے فن منطق پر بحث آسان ہوگی۔ اب ہم اس فن کی پہلی جلد لکھیں گے جو "کتاب المقولات" کے نام سے موسوم ہوگی۔"

اس کتاب کے محقق محسن مہدی نے اسے مختلف فصلوں اور فقرات میں ترتیب دیا ہے۔ اس میں درج ذیل موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے: دلالت کرنے والے الفاظ کی اقسام، حروف کی قسمیں، مرکب الفاظ، معانی کی قسمیں، مفرد کلی کے انواع، مرکب کلی اور اس کی انواع، تقسیم و ترکیب، تعلیم کے گوشے، فن منطق کی ابتدائی باتیں، فن منطق پر غور و فکر کا آغاز۔

[۲] معيار العلم: ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی (۵۰۵ھ)

یہ کتاب "تہافت الفلاسفہ" کا آخری جزء ہے۔ اسے غزالی نے کتاب النظر، کتاب الجدل، مدارک العقول کا نام بھی دیا ہے۔ اس میں منطقی امور و مسائل پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ اور فن منطق کی مصطلحات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

[۳] المنطق الكبير: الامام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسن الرازی (۶۰۶ھ)

علم منطق اور اس کے مسائل پر ایک جامع کتاب ہے۔

[۴] الشمسية في القواعد المنطقية: نجم الدین عمر بن علی القزوینی (۶۹۳ھ)

فن منطق پر ایک اجمالی مختصر متن ہے۔ اسے خواجہ شمس الدین محمد نے لکھا ہے اور اپنی جانب نسبت کر کے اس کے نام کی تعیین کی ہے۔ مؤلف نے اسے ایک مقدمہ، تین مقالے اور ایک خاتمہ پر ترتیب دیا ہے۔ مقدمہ میں منطق کی ماہیت، اسکے موضوع اور اس کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رہے مقالات تو پہلا مقالہ مفردات کے بیان میں، دوسرا قضیوں اور ان کے احکام اور تیسرا قیاس کے بیان پر مشتمل ہے۔ اور خاتمہ میں قیاس کے مواد اور اجزاء علوم پر گفتگو کی گئی ہے۔ علماء نے اس کی متعدد شرحیں لکھی ہیں۔ مشہور شرح قطب الدین محمد بن محمد رازی کی "تحریر القواعد المنطقیہ" ہے۔

[۵] كتاب الرد على المنطقيين: تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ (۷۲۸ھ)

اس کتاب میں آپ نے فن منطق کے موجد ارسطو کے منطقی افکار و نظریات پر تنقیدی روشنی ڈالی ہے اور منطق کے چند نئے قوانین و ضوابط پیش کئے ہیں جو اس زمانہ کے فلاسفۂ فرنگ کے فلسفیانہ و منطقیانہ آراء سے مکمل میل کھاتے ہیں۔

[۶] لوامع الأسرار في شرح مطالع الأنوار: قطب الدین محمد بن محمد الرازی (۷۶۶ھ)

اصل کتاب "مطالع الانوار" ہے جس کے مؤلف قاضی سراج الدین محمد بن ابی بکر الارموی ہیں۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ منطق کے بیان میں ہے اور دوسرا حصہ چار امور پر مشتمل ہے، امور عامہ، جوہر، عرض، علم الٰہی۔

اس کی شرح قطب رازی نے کی ہے۔ اپنی شرح پر روشنی ڈالتے ہوئے وہ لکھتے ہیں: "میں نے صرف حل تراکیب اور اسالیب کے نکتوں ہی کی وضاحت نہیں کی ہے بلکہ فن منطق کے قواعد کی تحقیق اور نقد کلام پر کافی روشنی ڈالی ہے۔"

[۷] تهذيب المنطق و الكلام: سعدالدین مسعود بن عمر التفتازانی (۷۹۲ھ)

فن منطق کے معتمد ترین مصادر میں سے ہے۔ علم منطق اور کلام کا ایک مختصر متن ہے۔ دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلی قسم منطق اور دوسری علم کلام کے مقاصد پر مشتمل ہے۔

کشف الظنون میں ہے: "اپنے فن پر انتہائی عمدہ کتاب ہونے کی بناء پر اسے قبول عام حاصل ہوا، اور بلاد عالم میں یہ پھیل گئی۔ علماء و محققین نے اسے نصاب کا ایک جزء بنالیا۔ متعدد شرحیں لکھی گئیں۔"

[۹] التذهيب على تهذيب المنطق و الكلام: عبیداللہ بن فضل الخبیصی (۱۰۵۰ھ)

تہذیب المنطق کی مختصر شرح ہے جس میں عبارتوں اور معانی کی مختصر توضیح کی گئی ہے۔

شارح، سبب تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: "محقق ملت سعد الملۃ والدین مسعود تفتازانی کی شرح منطقی قواعد کے اکثر مسائل پر مشتمل ہے لیکن غایت درجہ اختصار کی وجہ سے طلبہ اس کے مشکل مسائل کو سمجھنے سے قاصر رہ جاتے تھے اس لئے میں نے اس کے مشکل مقامات کی تشریح کی خاطر یہ شرح لکھی اور بے جا تطویل سے اجتناب کیا ہے۔"

شرح کے آغاز میں ایک مقدمہ ہے جس میں علم منطق کی تعریف، ضرورت و اہمیت اور اس کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

فرق اسلامیہ کے اہم مصادر:

[۱] مقالات الاسلاميين و اختلاف المصلين: ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری (۳۲۰ھ)

اس کتاب میں آپ نے انتہائی باریکی کے ساتھ اسلامی فرقوں کے مسالک و عقائد کو معروضی انداز میں پیش کیا ہے۔ اصولی طور پر دس فرقوں کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر ان کے ذیلی فرقوں اور شاخوں کا تذکرہ فرمایا ہے جو بیس کے لگ بھگ ہیں البتہ مسالک کی تردید یا تنقید نہیں کی ہے۔

مقدمہ کتاب میں اپنے منہج پر آپ نے یوں روشنی ڈالی ہے: "میں نے جب لوگوں کو، دوسروں کے مسالک و مذاہب کی بابت کذب و افتراء اور غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے دیکھا تو

میں نے بلا تطویل کے اختصار کے ساتھ ہر فرقہ اور اس کے معتقدات کا معروضی جائزہ لیا ہے۔

[۲] الفرق بين الفرق و بيان الفرقة الناجية: عبدالقاہر بن طاہر بن محمد البغدادی

کتاب کی بنیاد مشہور حدیث "امت کے ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہونے کی پیشن گوئی" پر رکھی اور پھر گمراہ اور نجات یافتہ فرقوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے:

{۱} افتراق امت والی حدیث کا تذکرہ

{۲} امت کے فرقوں کا تعارف اور غیر امتی فرقوں کا مختصر تذکرہ

{۳} ہر فرقہ کے باطل افکار اور تحقیر آمیز آراء و خیالات کی توضیح

{۴} ان فرقوں کا بیان جو اسلام کی جانب نسبت کرتے ہیں درانحالیکہ وہ خارج ہیں

{۵} فرقہ ناجیہ کا بیان

[۳] الفصل في الملل و الأهواء و النحل: ابومحمد علی بن حزم اندلسی (۴۵۶ھ)

منہج کتاب پر روشنی ڈالتے ہوئے مؤلف لکھتے ہیں: "ادیان و فرق پر مختلف لوگوں نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ بعض انتہائی طویل اور اغلاط سے پر ہیں اور بعض انتہائی مختصر، اور اصحاب مقالات کے اہم اعتراضات کے جوابات سے خالی ہیں۔ لہذا ہم نے ان پہلوؤں کی اصلاح کی خاطر دلائل و براہین سمیت مختلف فرقوں کا تعارف کرایا ہے۔ پیچیدہ عبارات سے یہ کتاب خالی ہے۔"

دین اسلام کے مخالف فرقوں پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ان کی تعداد چھ ہے

{۱} سوفسطائیہ (یہ لوگ حقائق کا بھی انکار کرتے ہیں)

{۲} حقائق کے قائل ہیں لیکن عالم اور اس کے مدبر کے ازلی ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔

{۳} حقائق کے قائل ہیں اور عالم کو حادث اور اس کے کئی ایک مدبر مانتے ہیں۔

{۴} حقائق کے قائل ہیں البتہ اس کائنات کا کوئی مدبر نہیں مانتے۔

{۵} حقائق کے معترف اور عالم کو حادث مانتے ہیں نبوت کے منکر اور کائنات کا ایک ازلی خدا مانتے ہیں۔

{۶} حقائق کے معترف اور عالم کو حادث مانتے ہیں اور اس کے خالق کو ازلی تسلیم کرتے ہیں۔ نبوت کے بھی قائل ہیں البتہ نبوتوں کے منکر ہیں۔

کتاب میں ایک مختصر باب ان دلائل و براہین کی ماہیت کے بیان پر مشتمل ہے جو مختلف فیہ مسائل میں حق کی راہیں کھولتے ہیں۔

[۴] الملل و النحل : ابوالفتح محمد بن عبدالکریم الشہرستانی (۵۴۸ھ)

اس کتاب میں آپ نے جملہ ادیان و مذاہب کے مصادر، ان کے اہم اعتقادات وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اور آغاز میں ایک پیش لفظ ہے جس میں پانچ مقدمات بیان ہوئے ہیں:

{۱} اہل علم کی قسمیں

{۲} اس قانون کی تعیین جس پر اسلامی فرقوں کی تعدید بنی ہے۔

{۳} مخلوقات کے درمیان پہلا شبہ کب پیدا ہوا، اس کا بانی و موسس کون ہے۔

{۴} ملت اسلامیہ کے درمیان پہلا شبہ کب واقع ہوا، اس کا موجد و بانی کون ہے اور وہ شبہ کیونکر پیدا ہوا۔

{۵} اس کتاب کو حساب کی ترتیب پر لکھنے کا سبب

[۵] اعتقادات فرق المسلمین و المشرکین:

[ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی المعروف بابن الخطیب] (۶۰۶ھ)

کتاب انتہائی مختصر لیکن پھر بھی زیادہ تر اسلامی فرقوں اور غیر اسلامی مذاہب (جیسے یہود و نصاریٰ اور مجوس) کے بیان پر مشتمل ہے۔ صوفی فرقوں کا بھی تذکرہ کیا ہے کیونکہ آپ تنہا وہ شخص ہیں جنھوں نے تصوف کو ایک فرقہ تسلیم کیا ہے۔

متکلمین کے تراجم کے مصادر:

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں متکلمین کے ترجموں پر مشتمل صرف دو کتابوں کا تذکرہ کیا ہے:

[۱] أخبار المتکلمین: ابوعبداللہ بن عمران بن موسیٰ البغدادی (۳۸۴ھ)

[۲] طبقات المتکلمین: ابوبکر محمد بن فورک (۴۰۶ھ)

☆ فضل الاعتزال و طبقات المعتزلة : ابوالقاسم عبداللہ بن احمد البلخی اور قاضی عبدالجبار بن احمد الہمدانی (۴۱۵ھ)

یہ کتاب درحقیقت تین کتابوں پر مشتمل ہے۔ پہلی کتاب میں اعتزال کے مفہوم اور ثقافت بطور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ علامہ بلخی کی تصنیف ہے۔ دوسری کتاب "طبقات المعتزلہ" قاضی عبدالجبار کی ہے جس میں معتزلہ کے دس طبقات کی تاریخ آپ نے درج کی ہے۔ اور تیسری کتاب حاکم جشمی کی کتاب "شرح عیون المسائل" سے ماخوذ ہے۔ جس میں گیارہویں طبقہ کا تذکرہ ہے۔

یہ کتاب اعتزال اور اس کے حاملین کے تعارف پر مشتمل ایک انتہائی اہم مصدر ہے جس کے مطالعہ سے فکر اسلامی کی تاریخ میں ابتدائی صدیوں میں اعتزال کے اہم رول پر روشنی پڑتی ہے۔

عموماً ترجموں میں معتزلہ کے ائمہ، ان کے مناقب اور ان واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو ان کے زمانے میں پیش آئے اور ان علمی آثار کا جو وہ چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

فقہ حنفی کے اہم مصادر:

[۱] کتب ظاهر الرواية: اس سے مراد امام محمد کی درج ذیل چھ کتابیں ہیں:

☆ الجامع الصغیر ☆ المبسوط (کتاب الاصل فی الفروع)

☆ الجامع الکبیر ☆ الزیادات ☆ السیر الکبیر

ابو عبداللہ بن محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی (۱۸۹ھ)

ان کتابوں کو "کتب ظاہر الروایۃ" اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کتابیں ثقہ راویوں کے ذریعہ امام محمد سے مروی ہیں۔ پس یا تو یہ متواتر ہیں یا مشہور۔ ذیل میں ان میں سے ہر کتاب کی ماہیت پر مختصر گفتگو بدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔

☆ الجامع الصغیر: اس کتاب میں آپ نے ان تمام روایات کو یکجا کر دیا ہے جو آپ نے امام یوسف کے واسطے سے امام ابو حنیفہ سے سنا تھا۔

☆ کتاب الاصل: امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے منہج و مسلک کے مطابق فروعی مسائل بیان کئے ہیں اور ہر مسالہ میں اپنی رائے ذکر کی ہے۔

☆ الجامع الکبیر: فقہ کے اہم ترین مسائل پر یہ کتاب مشتمل ہے۔

☆ الزیادات و زیادۃ الزیادات: الجامع الکبیر کی تالیف کے بعد اس میں فوت شدہ فقہی مسائل کے استدراک کے لئے آپ نے یہ اضافہ تحریر کیا تھا۔

☆ السیر الکبیر: ان فقہی احکام پر مشتمل کتاب ہے جو غزوات اور جنگوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ بھی امام محمد کی درج ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

[۲] الحجۃ: اہل مدینہ کے مسلک کے برخلاف عراقی فقہاء کے مسلک کے دلائل پر یہ کتاب مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اہل مدینہ اور اہل عراق کے مابین اختلافی مسائل اور ان کے دلائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

[۳] کتاب الآثار: اس میں آپ نے امام ابو حنیفہ کی مرفوع و موقوف اور مرسل روایات کا تذکرہ کیا ہے جو زیادہ تر ابراہیم النخعی سے مروی ہیں۔

[۴] الرقیات: ان فروعی مسائل کا تذکرہ ہے جو رقہ میں منصب قضاء پر فائز

ہونے کے دوران آپ نے مستنبط کیے تھے۔

[۵] المبسوط: امام ابو حنیفہ سے منقول فروعی مسائل کو آپ نے اس میں یکجا کر دیا ہے۔ اور ان فروعی مسائل کو مختلف ابواب و فصول میں ترتیب دیا ہے جیسے کتاب الصلوٰۃ، کتاب البیوع وغیرہ۔

فقہ حنفی میں جب بھی "المبسوط" مطلقاً آئے تو اس سے مراد یہی کتاب ہوتی ہے۔ امام سرخسی مبسوط کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ کے فروعی مسائل کی جمع و ترتیب جن لوگوں نے کی ہے ان میں ایک محمد بن الحسن الشیبانی بھی ہیں۔ جنھوں نے "المبسوط" انتہائی آسان اسلوب میں لکھی اور مسائل کو مکرر انداز میں ذکر کیا تا کہ طلبا ان کی جانب راغب ہوں اور ان مسائل کو محفوظ کر سکیں۔"

[۶] الکافی فی فروع الحنفیۃ: ابو الفضل محمد بن احمد المروزی (۳۳۴ھ)

یہ کتاب امام محمد کی کتاب المبسوط کی تلخیص ہے۔ تکرار مسائل و طوالت سے خالی ہے۔ متعدد کبار علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ جیسے شمس الائمہ سرخسی وغیرہ آپ کی شرح مبسوط السرخسی کے نام سے معروف ہے۔

[۷] مختصر القدوری فی فروع الحنفیۃ: ابو الحسین احمد بن محمد القدوری البغدادی (۴۲۸ھ)

متاخرین کے نزدیک معتمد ترین چار حنفی متون میں سے ایک ہے۔ (الوقایۃ، برہان الشریعۃ، کنز الدقائق، ابو البرکات النسفی المختار ابو الفضل مجد الدین احمد بن علی البغدادی ۶۹۳ھ۔ مختصر القدوری)

فقہ حنفی میں جب "متون ثلاثۃ" آئے تو مراد وقایہ، الکنز اور مختصر القدوری ہوتی ہے۔ اور جب چاروں متون کا تذکرہ آئے تو مراد مذکورہ بالا تینوں کتابیں اور المختار یا المجمع ہوتی ہے۔

فقہ حنفی میں جہاں کہیں مطلقاً لفظ "المذہب" آتا ہے اس سے مراد یہی کتاب ہوتی ہے۔

مؤلف کتاب اس کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''اس کتاب میں فقہ حنفی کے بہت سے ایسے فروعی مسائل یکجا کر دیے گئے ہیں جو بعض دیگر کتب میں نہیں ملتے۔

ابو علی الشاشی کہتے ہیں: ''جس نے اس کتاب کو یاد کر لیا تو وہ ہمارے ساتھیوں میں فقہ حنفی کا سب سے بڑا حافظ ہے۔ اور جس نے اسے سمجھ لیا وہ ہم میں سب سے زیادہ مسلک حنفی کا فہم رکھنے والا ہے۔''

مختصر القدوری کی بعض شرحوں میں آیا ہے کہ یہ کتاب ۱۲ ہزار مسائل پر مشتمل ہے۔

[۸] کتاب المبسوط: شمس الائمۃ ابو بکر محمد بن احمد بن ابو سہل السرخسی (۴۸۳ھ)

یہ کتاب ''الکافی'' کی معتبر ترین شرح ہے۔ ہدایہ کی شرحوں میں جہاں کہیں المبسوط آئے تو اس سے مراد سرخسی کی یہی کتاب ہوتی ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور ترین کتابوں میں سے ہے۔

[۹] تحفة الفقهاء في الفروع: علاؤ الدین محمد بن احمد السمرقندی (۵۷۵ھ)

یہ کتاب مختصر القدوری پر اضافہ و تتمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنے منہج پر روشنی ڈالتے ہوئے مؤلف کتاب لکھتے ہیں: ''المختصر للقدوری'' فقہ کے اہم ترین مسائل پر مشتمل ہے۔ مرور ایام سے ان کی افادیت کم نہیں ہو سکتی۔ اکثر و بیشتر واقعات و حوادث میں یہ کتاب رہنمائی کرتی ہے۔ اور چونکہ فقہاء کے یہاں یہی کتاب عام طور سے متداول ہے اس لئے میرے بعض ساتھیوں نے مجھ سے یہ مطالبہ کیا کہ میں ان مسائل کا احاطہ کروں جنہیں مؤلف نے چھوڑ دیا ہے۔ اور مشکل مقامات و مسائل کو قوی دلائل سے آراستہ کروں تاکہ اس متن سے فائدہ دو چند ہو جائے۔

علی الخفیف اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''موضوع کے لحاظ سے یہ کتاب جملہ ابواب میں مذہب حنفی کے بیان پر مشتمل ہے۔ اکثر و بیشتر مسائل میں امام شافعیؒ کے مسلک سے اور بسا اوقات امام مالکؒ کے مسلک سے بھی موازنہ کیا گیا ہے۔ نہ تو کتاب بے حد طویل اور نہ ہی انتہائی مختصر ہے۔ ہر باب دوسرے باب سے اور ہر مسئلہ دوسرے مسئلہ سے اس طرح قریب تر اور پیوست ہے کہ مطالعہ کے دوران کہیں اچانک ایک مسئلہ سے دوسرے مسئلہ کی جانب منتقل ہونے کا احساس نہیں پیدا ہوتا۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ہم ابھی اپنے اسی موضوع کے مطالعہ میں مصروف ہیں جس کا ہم نے آغاز کیا تھا۔ اس سے فکر و نظر میں اتصال و ارتکاز کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے موضوع کو سمجھنے اور اس کے جملہ اطراف و فروع کو ازبر کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

[۱۰] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی (۵۸۷ھ)

فقہ حنفی کی ان اہم ترین کتابوں میں سے ہے جو فروعی مسائل کو بیان کرتی ہیں اور حنفی و غیر حنفی علماء کے درمیان مختلف فیہ مسائل کا مختصر دلائل کے ساتھ ذکر کرتی ہیں۔ ہر مسئلہ میں ترجیح کی صورت اپنائی گئی ہے اور اس کے لئے ''لنا'' کی تعبیر استعمال کی گئی ہے اور ترجیح کے دلائل تفصیل سے دیے گئے ہیں۔

[۱۱] فتاوی قاضیخان: فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی الفرغانی ۵۹۲ھ

اس کتاب میں آپ نے ان مسائل کا تذکرہ کیا ہے جو عموماً پیش آتے ہیں اور اس کی ترتیب عام معروف کتابوں کی طرح ہے۔ ہر فرع کی اصل بیان کی ہے جن مسائل میں متاخرین کے مختلف اقوال تھے ان میں سے ایک یا دو کا تذکرہ کیا ہے۔ اور راجح کو پیش کیا ہے۔

یہ فتاوی علماء و فقہاء کے یہاں مشہور و مقبول اور متداول تھے۔ اور منصب قضا و افتاء پر فائز لوگوں کے سامنے یہی کتاب رہا کرتی تھی۔

[۱۲] کتاب الهداية في الفقه: ابو الحسن علی بن ابو بکر بن عبد الجلیل بن برہان الدین المرغینانی الرشدانی (۵۹۳ھ)

اس کتاب میں آپ نے قدوری اور الجامع الصغیر کے مسائل یکجا کر کے ان کی شرح ۸۰ جلدوں میں لکھی تھی۔ اور اس کا نام آپ نے ''کفایۃ المنتہی'' رکھا تھا۔ اور جب طوالت کا

اندیشہ ہوا تو پھر ایک انتہائی مختصر اور جامع و مانع شرح لکھی جسے "الہدایہ" کہا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ کتاب قابل فخر کتاب ہے۔ زمانہ کی آنکھوں نے اس کی نظیر و مثیل نہیں دیکھی۔

[۱۳] الہدایۃ : المرغینانی

یہ کتاب بدایہ کی شرح لیکن حقیقت میں قدوری اور جامع کی شرح ہے۔ آپ کی عادت یہ ہے کہ صاحبین کے مفہوم و مدعا اور اس کے دلائل کے تذکرہ کے بعد امام اعظم کے مدعا اور دلائل کا اس انداز سے تذکرہ کرتے ہیں کہ اسی سے صاحبین کے دلائل کا جواب بھی مترشح ہو اور اگر کہیں نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا میلان صاحبین کے مسلک کی جانب ہے۔ آپ نے جامع اور قدوری کے مسائل کی صرف شرح کی ہے۔

ہدایہ کی مشہور اصطلاحیں :

{۱} "فی الکتاب" سے مراد القدوری ہے۔

{۲} لفظ "قال" کے ذریعہ اس مسالہ کے قدوری یا الجامع الصغیر یا البدایہ میں مذکور ہونے کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ اگر وہ مسالہ کسی اور کتاب سے ماخوذ ہو تو اس کے آغاز میں "قال" نہیں لاتے ہیں۔

{۳} پہلے قدوری کے مسائل بیان کرتے ہیں اور پھر ہر باب کے آخر میں "الجامع" کے مسائل مذکور ہیں۔ اگر دونوں کے درمیان کسی نوع کی مخالفت ہوتی ہے تو پھر "الجامع الصغیر" کا نام صراحۃ ذکر کرتے ہیں۔

{۴} کسی حدیث کے آخر میں جب "الحدیث محمول علی المعنی الفلانی" آئے تو اس سے مراد ائمہ حدیث کی توجیہ و تاویل ہوتی ہے۔ اور جب "محملہ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد خود ان کی تاویل و توجیہ ہوتی ہے۔

{۵} عقلی دلیل کی جانب "لما بینا" کے ذریعہ اور قرآنی دلیل کی جانب "لما تلونا" کے ذریعہ اور حدیثی دلیل کی جانب "لما روینا" کے ذریعہ اور صحابہ کے اقوال کی جانب "للاثر" کے ذریعہ اشارہ کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی "لما روینا" کی اصطلاح بھی اقوال صحابہ کے لئے استعمال کر دیتے ہیں۔ اور "لما ذکر" کی اصطلاح عمومی دلائل کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

{۶} عقلی دلیل کی جانب کبھی کبھی یہ تعبیر بھی استعمال کرتے ہیں "والفقہ فیہ کذا"۔

{۷} "عن فلان" سے مراد ان کی ذات سے روایت اور "عند فلان" سے مراد مسلک لیتے ہیں۔

{۸} اپنے خصوصی تصرفات کی جانب "قلت" کے بجائے "قال العبد الضعیف عفی عنہ" استعمال کرتے ہیں تا کہ اعجاب نفس سے محفوظ رہ سکیں۔

{۹} جن مسائل کی نظیر قریب ہی میں گزری ہو اس کے لئے قریب کا اشارہ اور جن کے نظائر پہلے گزر چکے ہوں ان کے لئے بعید کا اشارہ استعمال کرتے ہیں۔

[۱۴] وقایۃ الروایۃ فی مسائل الہدایۃ : برہان الشریعہ محمود بن احمد صدر الشریعہ الاول عبید اللہ المحبوبی المتوفی (۶۷۳ھ)

متاخرین احناف کے یہاں معتمد ترین چار متون میں سے ایک ہے۔ علماء نے اس متن کی تشریح و توضیح اور حفظ و تدریس کی جانب بے حد توجہ کی ہے۔ برہان الشریعہ نے یہ کتاب اصلاً اپنے پوتے "عبید اللہ بن مسعود" کے لئے لکھی تھی جب ایک جزء آپ لکھ لیتے اور اسے آپ کے پوتے یاد کر لیتے تو دوسرا حصہ لکھتے یہاں تک کہ اسی طرح پورا متن آپ نے مکمل کر لیا۔

[۱۵] المختار فی فروع الحنفیۃ : ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمود الموصلی (۶۸۳ھ)

متاخرین احناف کے یہاں معتمد ترین چار فقہی متون میں سے ایک ہے۔ فتویٰ کے لئے آپ نے اپنی جوانی میں امام ابو حنیفہ کے اقوال کو ایک رسالہ میں یکجا کر دیا۔ جب یہ رسالہ متداول و مقبول ہو گیا تو لوگوں نے اس کی شرح لکھنے کا مطالبہ کیا۔ لوگوں کے مطالبہ پر آپ نے

اس کی شرح لکھی جس میں مسائل کے اسباب وعلل اور ان کے مفاہیم ومعانی کی توضیح فرمائی اور بعض ضروری فروعی مسائل بیان فرمائے اور اس کا نام ''الاختیار لتعلیل المختار'' رکھا۔

[۱۶] مجمع البحرین و ملتقی النہرین : مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب المعروف بابن الساعاتی البغدادی (۶۹۴ھ)

متاخرین احناف کے نزدیک معتمد ترین چار متون میں سے ایک ہے۔ اس میں آپ نے قدوری اور منظومۃ النسفی کے مسائل یکجا کر دیئے ہیں۔ بعض جدید مسائل کا اضافہ بھی فرمایا ہے۔ ترتیب انتہائی عمدہ اور جدت لئے ہوئے ہے۔ ہر کتاب کے آخر میں شاذ مسائل کا تذکرہ ہے۔ اس کتاب کو اختصار کی بناء پر یاد کرنا بے حد آسان اور اس کے معانی کی توضیح بے حد مشکل ہے کیونکہ اس کی عبارت فصاحت وبلاغت سے پر ہے۔

ائمہ مذاہب کے اقوال کی جانب اشارہ کے لئے ایک مخصوص اصطلاح وضع کی ہے۔ امام ابوحنیفہ کے مسلک اور صاحبین کے اختلاف کی جانب اشارہ کرنے کے لئے جملہ اسمیہ اور امام ابویوسف کے قول اور طرفین کی ان کی مخالفت کی جانب اشارہ کرنے کے لئے فعل مضارع کا استعمال کیا ہے۔ اور امام محمد کے قول اور شیخین کی انکی مخالفت کی جانب فعل ماضی کا استعمال کیا ہے۔ اور امام زفر کے اختلاف کے لئے صیغہ ماضی کو مخصوص کیا ہے جس میں نون جماعت لگا ہوا ور کبھی کبھی جملہ فعلیہ کا بھی استعمال ہے جس میں واو جماعت آیا ہو۔

[۱۷] کنز الدقائق: ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی (۷۱۰ھ)

متاخرین کے نزدیک فقہ حنفی کے معتبر ترین متون میں سے ایک ہے۔ فقہاء نے اس کی متعدد شرحیں لکھی ہیں۔ نصاب میں بھی یہ کتاب داخل رہتی ہے۔ یہ کتاب اصلاً ''الوافی'' کی تلخیص ہے۔

[۱۸] الوافی فی الفروع: ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی (۷۱۰ھ)

کشف الظنون میں ہے: معتبر ومقبول عام کتاب ہے۔ مقدمہ کتاب میں مؤلف

لکھتے ہیں: ''فراغت کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک ایسی جامع کتاب لکھ دوں جو کتب جوامع مختصر، منظومات سب پر مشتمل ہو ساتھ فتاویٰ اور واقعات ونوازل کا بھی احاطہ کئے ہوئے ہو چنانچہ میں نے مختصر ترین وقت میں اس کتاب کو لکھ ڈالا۔

رموز واشارات :

ح: ابوحنیفہ　س: ابویوسف　م: امام محمد　ز: زفر

ف: شافعی　ک: مالک　و: روایۃ اصحابنا

اس کتاب کی آپ نے خود ہی شرح بھی کی ہے جس کا نام ''الکافی'' رکھا ہے۔

[۱۹] البزازیۃ فی الفتاویٰ (الجامع الوجیز) : محمد بن محمد شہاب المعروف بابن البزاز الکردری الحنفی (۸۲۷ھ)

انتہائی جامع کتاب ہے۔ مختلف کتابوں سے نوازل وواقعات اور فتاویٰ کو لیکر مرتب کر دیا گیا ہے۔ اور دلیل کی روشنی میں بعض اقوال کو ترجیح دی گئی ہے۔ ائمہ کا خیال ہے کہ اسی کتاب پر علماء کا اعتماد رہا ہے۔

[۲۰] فتح القدیر: کمال ابن الہمام محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود السیراسی (۸۶۱ھ)

ہدایہ کی سب سے بڑی اور وسیع شرح ہے۔ علمی مواد سے پر، اور پیچیدہ عبارتوں سے خالی ہے۔ انداز بیان بالکل سادہ اور آسان ہے۔ کوئی عالم اپنے درس یا معلم اپنے مذاکرہ میں اس سے بے نیازی نہیں دکھلا سکتا ہے۔ احکام ومسائل پر دلائل کا انبار لگا دیا گیا ہے۔

قرآن وحدیث، اجماع اور قیاس کے علاوہ اشباہ ونظائر بھی پیش کیے گئے ہیں۔

ابن الہمام نے یہ شرح ''کتاب الوکالہ'' تک لکھی تھی پھر اس کی تکمیل شمس الدین احمد بن قودر (قاضی زادہ ۹۸۸ھ) نے کی۔ اور اس کا نام ''نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار'' رکھا۔

[۲۱] ملتقی الأبحر : ابراہیم بن محمد الحلبی (۹۵۶ھ)

قدوری، مختار، الکنز اور وقایہ کے ساتھ ساتھ مجمع کے مسائل پر مشتمل ہے اور ہدایہ سے بھی بعض مسائل لیے گئے ہیں۔ انداز بیان بے حد آسان ہے۔ ائمہ مذہب کے باہمی اختلاف کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کے درمیان راجح کی تصریح کی ہے۔ ترجیح کے اپنے مسلک پر روشنی ڈالتے ہوئے مؤلف لکھتے ہیں: ''متاخرین کے درمیان واقع اختلاف کی جانب میں نے ''قیل'' اور ''قال'' کے ذریعہ اشارہ کیا ہے۔ اور جہاں کہیں مطلقاً لفظ تثنیہ وارد ہے جیسے ''خلافاً لہما'' و ''قالا'' و ''عندھما'' تو وہاں مراد امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں۔ صحیح ترین اقوال اور قوی تر آراء کی توضیح و تبیین کی میں نے بھرپور کوشش کی ہے۔ اس کتاب کا نام میں نے ''ملتقی الابحر'' رکھا ہے کیونکہ اس میں مذکورہ بالا جملہ کتابوں کے مسائل یکجا کر دیے گئے ہیں۔

[۲۲] فتاویٰ عالمگیریہ (الفتاوى الهندية) :

سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ نے ہندوستان کے مشہور علماء کو یہ حکم دیا کہ وہ فقہ حنفی پر ایک ایسی جامع کتاب لکھ دیں جس میں مفتی بہ اقوال یکجا کر دیا گیا ہو تا کہ ہر باحث اور طالب علم کے لیے ایک ہی کتاب سے اخذ و استفادہ آسان ہو جائے۔ اس کمیٹی کے سربراہ شیخ نظام تھے۔

اس کتاب کے ابواب اور اس کے موضوعات کی ترتیب ہدایہ کے طرز پر ہے۔ زوائد اور مکرر روایات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ایسے دلائل و شواہد سے اعراض کرتے ہوئے صرف ان دلائل کا تذکرہ کیا گیا ہے جن سے مسائل کی وضاحت ہوتی ہے یا جو کسی اور مسالہ پر بھی مشتمل ہو۔ عموماً ظاہر الروایات پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ جن مسائل و حوادث کا جواب ظاہر الروایات میں نہیں ملا وہاں نادر روایات اور درایت پر بھی اعتماد کیا گیا ہے۔

ہر ہر روایت کو اس کے قائل سمیت اور اس میں کوئی رد و بدل کیے بغیر نقل کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں ضرورتاً بعض عبارتوں میں تبدیلی کی گئی ہے اور پہلے کی جانب ''کذا'' اور دوسرے کی جانب ''ھکذا'' سے اشارہ کیا گیا ہے۔ اور اگر مسالہ میں دو جواب تھے اور کسی کو کسی پر فوقیت و ترجیح دینا ممکن نہ تھا تو دونوں کو اس کتاب میں درج کر دیا گیا ہے۔

[۲۳] تنوير الأبصار و جامع البحار : شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد ابن تمرتاش الغزی الحنفی (۱۰۰۴ھ)

اس کتاب میں معتبر متون کے مسائل کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ ابن عابدین کہتے ہیں یہ کتاب فقہ کی انتہائی جلیل القدر اور فوائد پر مشتمل کتاب ہے۔ مسائل کی نقل میں بے حد تدقیق سے کام لیا گیا ہے۔ اس کتاب کو شہرت و دوام حاصل ہوئی چنانچہ آفاق عالم میں یہ کتاب مشتہر ہو گئی۔

[۲۴] الدر المختار شرح تنوير الأبصار : محمد علاؤ الدین بن علی بن محمد ابن علی بن عبدالرحمن المعروف بالحصکفی (۱۰۸۸ھ)

مسلک حنفی پر مشتمل یہ ایک مختصر شرح ہے جس میں فروعی اور صحیح مسائل کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب اصلاً ''خزائن الاسرار و بدائع الافکار فی شرح تنویر الابصار و جامع البحار'' کی تلخیص ہے۔

[۲۵] حاشية رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار: محمد امین (ابن عابدین ۱۲۵۲ھ)

احناف کے متاخرین علماء کی سب سے افضل اور جامع کتاب ہے۔ ابن عابدین اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں نے حصکفی کی شرح میں وارد جملہ نقول کا اصل کتابوں سے مراجعہ کر کے ثبت کیا ہے۔ جا بجا متعدد فروعی ذیلی مسائل کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اسباب اختلاف پر بھی قیمتی بحثیں کی ہیں۔ مغلق و مشکل الفاظ و مسائل کی تشریح، پیچیدہ واقعات کی توضیح، مختلف مسائل پر کیے گئے اعتراضات و الزامات کی تردید کے ساتھ ساتھ حصکفی کی شرح کے دلائل بھی میں نے فراہم کیے ہیں۔ ہر ہر مسالہ و واقعہ اس کے دلائل و تعلیلات کی ان کے قائلین کی جانب نسبت راجح و قوی مسائل کی جانب اشارہ اور مفتی بہ اقوال کی توضیح بھی کر دی ہے۔ اور اس سلسلے میں متاخرین کی کتابوں سے میں نے مدد لی ہے جیسے امام ابن الہمام، علامہ قاسم و ابن امیر الحاج، الرملی، ابن نجیم، ابن الشلبی، الشیخ اسماعیل الحائک، الحانوتی السراج وغیرہ۔

☆☆☆☆☆

مذاہب عالم

توریت کا تعارف

قرآن مجید اور توریت کے مشترک امور

انیس احمد مدنی

اثبات جرم کے وسائل

۱: گواہی

پھر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہی کرالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تا کہ ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے (سورۃ البقرہ ۲۸۲)

اگر کوئی کسی کو مار ڈالے تو قاتل گواہوں کی شہادت پر قتل کیا جائے پر ایک گواہ کی شہادت سے کوئی نہ مارا جائے۔ (گنتی ۳۲/۳۵)

گواہی اور شہادت کو چھپانا سخت گناہ ہے۔

"ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ" اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۸۳)

اگر کوئی اس طرح خطا کرے کہ وہ گواہ ہو اور اسے قسم دی جائے کہ آیا اس نے کچھ دیکھا یا اسے کچھ معلوم ہے۔ اور وہ نہ بتائے تو اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا۔ (احبار ۱/۵)

اقرار و اعتراف

اے انس اس کی عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اپنی غلطی (زنا کا صدور) تسلیم کرلے تو اسے سنگسار کردو۔ (متفق علیہ)

اور جب وہ ان باتوں میں سے کسی میں مجرم ہو تو جس امر میں اس سے خطا ہوئی ہے وہ اس کا اقرار کرے اور خداوند کے حضور اپنے جرم کی قربانی لائے اور کاہن کی خطا کا کفارہ (احبار ۵/۵)

جھوٹی گواہی کی حرمت

حضرت ابوبکرؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے جھوٹی گواہی کو بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے (متفق علیہ)

تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔

قسامہ کی مشروعیت

کوئی مقتول آدمی کسی بستی یا شہر میں پایا جائے اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو اور اس کے قتل پر کوئی گواہ بھی کھڑا نہ ہو لیکن مقتول کا ولی اس کے قتل کا الزام کسی آدمی یا جماعت پر لگائے اور ان کے خلاف کمزور ثبوت ہو جو ظن پر غالب آرہا ہو تو پھر مدعی سچا ہے گویا مقتول ان کے محلہ میں پایا گیا اور مقتول اور ان کے مابین دشمنی تھی تو پھر مقتول کے اولیاء سے ان کے خلاف پچاس قسمیں کھانے کا حکم دیا جائے گا پس اگر ان لوگوں نے قسمیں کھائیں تو دیت کے مستحق قرار پائیں گے اور جب مقتول کے اولیاء اعراض کریں اور قسم اٹھانے سے گریز کریں اور پیچھے ہٹیں تو پھر جس پر انہوں نے دعوی دائر کیا ہے ان کو قسم اٹھانے کا حکم دیا جائے کہ وہ اس بات کی قسم کھائیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا اور نہ ان کو علم ہے کہ اس کا قاتل کون ہے؟ پس اگر قسم کھالیں تو وہ بری قرار پائیں گے ان پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی اور اگر انہوں نے قسم کھانے سے گریز کرلیا اور منہ پھیر لیا تو ان پر دیت لازم کردی جائے گی۔ (دیکھئے بخاری شریف، باب دعوی الدم والقسامہ)

اگر اس ملک میں جسے خداوند تیرا خدا تجھ کو قبضہ کرنے کو دیتا ہے کسی مقتول کی لاش میدان میں پڑی ہوئی ملے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا قاتل کون ہے تو تیرے بزرگ اور قاضی نکل کر اس مقتول کے گرد کے شہروں کے فاصلہ کو ناپیں اور جو شہر اس مقتول کے سب سے نزدیک ہو اس شہر کے بزرگ ایک بچھیا لیں جس سے کبھی کوئی کام نہ لیا گیا ہو اور نہ وہ جوئے میں جوتی گئی ہو اور اس شہر کے بزرگ اس بچھیا کو بہتے پانی کی وادی میں جس میں ہل نہ چلا ہو اور نہ اس میں کچھ بویا گیا ہو لے جائیں اور وہاں اس وادی میں اس بچھیا کی گردن توڑ دیں تب بنی لاوی جو کاہن ہیں نزدیک آئیں کیونکہ خداوند تیرے خدا نے ان کو چن لیا ہے کہ خداوند کی خدمت کریں اور اس کے نام سے برکت دیا کریں اور ان ہی کے کہنے کے مطابق ہر جھگڑے اور مار پیٹ کے مقدمہ کا فیصلہ ہوا کرے پھر اس شہر کے سب بزرگ جو اس مقتول کے سب سے نزدیک رہنے والے ہوں اس بچھیا کے اوپر جس کی گردن اس وادی میں توڑی گئی اپنے اپنے ہاتھ دھوئیں اور یوں کہیں کہ ہمارے ہاتھ سے یہ خون نہیں ہوا اور نہ ہی ہماری آنکھوں کا دیکھا ہوا ہے سو اے خداوند اپنی قوم اسرائیل کو جسے تو نے چھڑایا ہے معاف کر

اور بے گناہ کے خون کو بنی قوم اسرائیل کے ذمہ نہ لگا۔ تب وہ خون ان کو معاف کر دیا جائے گا۔ یوں تو اس کام کو کر کے جو خداوند کے نزدیک درست ہے بے گناہ کے خون کو اپنی قوم اسرائیل کے ذمہ نہ لگا۔ تب وہ خون ان کو معاف کر دیا جائے گا۔ یوں تو اس کام کو کر کے جو خداوند کے نزدیک درست ہے بے گناہ کے خون کی جواب دہی کو اپنے اوپر سے دور و دفع کرنا۔ (استثناء ۲۱/۱-۹)

اخلاق حسنہ اور آداب جمیلہ کی تعلیم

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دو بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھکے رہو۔ (سورۃ بنی اسرائیل: ۲۳-۲۴)

اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا جیسا خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم دیا ہے تا کہ تیری عمر دراز ہو۔ (استثناء ۵/۱۶)

والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام فرما دیا ہے (متفق علیہ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے (ترمذی)

لعنت اس پر جو اپنے باپ یا ماں کو حقیر جانے اور سب لوگ کہیں آمین۔ (استثناء ۲۷/۱۶)

ایفائے عہد

اپنے مسلمان بھائی سے ایسا وعدہ بھی نہ کرو جس کی بعد میں خلاف ورزی کرو (ترمذی)۔

جو کچھ تیرے منہ سے نکلے اسے دھیان کر کے پورا کرنا۔ (استثناء ۲۳/۲۳)

مفلسوں کی خبرگیری

کسی قریبی یتیم یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا ایک عظیم نیکی ہے۔ (سورۃ البلد ۱۵/۱۶)

جنکے سر کے بال سفید ہیں ان کے سامنے اٹھ کھڑے ہونا اور بڑے بوڑھے کا ادب کرنا۔ (احبار ۱۹/۳۲)

بغض و عناد کی حرمت

"ایک دوسرے سے بغض و عناد نہ رکھو"

تو اپنے دل میں اپنے بھائی سے بغض نہ رکھنا (احبار ۱۹/۱۷)

غیبت اور چغلخوری کی ممانعت

اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے (سورۃ الحجرات)

تو اپنی قوم میں ادھر ادھر لگایا نہ کرتے پھرنا (احبار ۱۹/۱۵)

فریب کی حرمت

جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں

تم چوری نہ کرنا اور نہ دغا دینا۔ (احبار ۱۹/۱۱)

جھوٹ کی حرمت

ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے روز بہت تاریکیوں اور اندھیروں کا باعث ہے (مسلم)

نہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولنا (احبار ۱۹/۱۱)

سب دہر کی ممانعت

لاتسبوا الدھر "زمانہ کو گالی نہ دو"

تو خدا کو نہ کوسنا۔ (خروج ۲۲/۲۸)

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

پڑوسی اور رشتہ دار سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ (سورۃ النساء ۳۶)

اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا (احبار ۱۹/۱۸)

پڑوسیوں کو تکلیف دینا گناہ کبیرہ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے حضرت جبرئیل پڑوسیوں کے بارے میں یہاں تک وصیت و نصیحت کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ پڑوسیوں کو وارث بنا دیں گے۔ (مسند احمد)

لعنت اس پر جو اپنے پڑوسیوں کی حد کے نشان کو مٹائے اور سب لوگ کہیں۔ آمین (استثناء ۲۷/۱۷)

مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین و مسافر کو اس کا حق۔ (بنی اسرائیل:۲۶)

اور تو مسافر کو نہ تو ستانا نہ اس پر ستم کرنا اس لئے کہ تم بھی ملک مصر میں مسافر تھے۔ (خروج ۲۱/۲۲)

نذر کو پورا کرنا

یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں نذر پوری کرتے ہیں۔ (سورۃ الدھر:۷)

جب کوئی مرد خداوند کی منت مانے یا قسم کھا کر اپنے اوپر کوئی خاص فرض ٹھہرائے تو وہ اپنے عہد کو نہ توڑے بلکہ جو کچھ اس کے منہ سے نکلا ہے اسے پورا کرے۔ (گنتی ۲/۳۰)

جھوٹی افواہوں کو پھیلانے کی حرمت

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو۔ (سورۃ الحجرات:۶)

تو جھوٹی بات نہ پھیلانا۔ (خروج ۱/۲۳)

رشوت کی حرمت

اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔ (سورۃ البقرہ:۱۸۸)

تو رشوت نہ لینا کیونکہ رشوت بیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادقوں کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔ (خروج ۸/۲۳)

اخوت و بھائی چارگی کی تعلیم

مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو۔ (سورۃ الحجرات:۱۰)

تو اپنے بھائی کو اپنے مانند پیار کر۔ (احبار ۱۸/۱۹)

مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی مزدوری دے دی جائے۔

اُعطوا الأجیر اجرہ قبل آن یجف عرقہ (ابن ماجہ) مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دے دو

مزدور کی مزدوری تیرے پاس ساری رات صبح تک نہ رہنے پائے۔ (احبار ۱۳/۱۹)

انصاف کا حکم

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ (المائدہ:۸)

تم فیصلے میں ناراستی نہ کرنا نہ تو غریب کی رعایت کرنا اور نہ بڑے آدمی کا لحاظ بلکہ راستی کے ساتھ اپنے ہمسایہ کا انصاف کرنا۔ (احبار ۱۵/۱۹)

تدفین کے مسائل

قبر میں دفن کرنے کی مشروعیت

ثم اماتہ فاقبرہ (سورۃ عبس) پھر اسے موت دی اور قبر میں پہونچایا

پس خداوند کے بندہ موسیٰ نے خداوند کے کہے کے موافق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل دفن کیا۔ (استثناء ۶/۳۴)

میت پر نوحہ کرنے کی ممانعت

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو میت پر روتے ہوئے گریبان پھاڑتا ہے یا گالوں پر تھپڑ مارتا ہے اور جاہلیت کے بین کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

تم مردوں کے سبب سے اپنے آپ کو زخمی نہ کرنا اور اپنے ابرو کے بال نہ منڈوانا۔ (استثناء ۱/۱۴)

میراث کے مسائل

بڑے لڑکے کا حصہ دوسرے بیٹوں کے مقابلہ میں دوگنا ہوتا ہے

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ (سورۃ النساء:۱۱) تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

اگر کسی مرد کی دو جوروان ہوں اور ایک محبوب اور دوسری غیر محبوب اور محبوب اور غیر محبوب دونوں سے لڑکے ہوں اور پہلوٹھا بیٹا غیر محبوب سے ہو تو یوں ہوگا کہ جب وہ اپنے بیٹوں پر میراث کی تقسیم کرے تو محبوب کے پہلوٹھے بیٹے کو غیر محبوب کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹھا ہے فوقیت نہ دے بلکہ وہ غیر محبوب کے بیٹے کو اپنے سب مال سے دونا حصہ دے کے پہلوٹھا ٹھہرا دے (استثنا ۲۱: ۱۵-۱۷)

ناظرین غور فرمائیں بیٹا اگر باپ کی میراث قرابت کی بناء پر پا رہا ہے تو اس میں پہلوٹھا اور دوسرا دونوں برابر ہیں تو آخر پہلوٹھا دوسروں کے مقابلے میں دوگنا میراث کیوں پائے گا۔ کیا یہ عدل وانصاف کی منافی نہیں۔

میت کے بیٹا نہ ہونے کی صورت میں بیٹی وارث ہوگی۔

اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے اور اگر دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے۔ (سورۃ النساء:۱۱)

اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کی میراث اس کی بیٹی کو دینا۔ (گنتی ۲۷/ ۹)

عصبہ کی ترتیب

شریعت کے مقرر کردہ حصے ان کے مستحق حقداروں کو ادا کرو اور پھر جو کچھ باقی بچ جائے اسے سب سے قریبی مرد وارث کو دے دو۔ (متفق علیہ) (مرنے والے کے سب سے زیادہ قریب وطلق تو اس کے بیٹے ہیں پھر پوتے پڑپوتے وغیرہ پھر باپ، پھر دادا وغیرہ پھر بھائی بھتیجے، پھر چچا)

بھائی، چچا اور پھر قریبی رشتہ دار۔ میت کے اگر کوئی لڑکی نہ ہو تو بھائی وارث ہوگا اور وہ بھی نہ ہو تو پھر چچا اور وہ بھی نہ ہو تو اس کا قریبی رشتہ دار اس کی میراث کا حقدار ہوگا۔ (دیکھئے گنتی ۲۷/ ۱۰-۱۱)

عاریہ کا بیان

عاریہ کی مشروعیت

حضرت صفوان بن امیہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر ان سے کچھ زرہیں عاریۃً لیں۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ کیا آپ زبردستی غصب کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ ضمانت کے ساتھ عاریۃً لے رہا ہوں۔

اگر کوئی شخص اپنے ہمسایہ سے کوئی جانور عاریۃً لے اور وہ زخمی ہو جائے یا مر جائے اور مالک وہاں موجود نہ ہو تو وہ ضرور اس کا معاوضہ دے پر اگر مالک ساتھ ہو تو اس کا نقصان نہ بھرے (خروج ۲۲/ ۱۴)

پردے کا حکم

نبی ﷺ کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ (سورۃ الاحزاب:۵۳)

اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادر کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ (سورۃ الاحزاب/۵۹)

تب اس نے اپنے رنڈاپے کے کپڑوں کو اتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے کو ڈھانکا اور عینیم کے پھاٹک کے برابر جو تمنت کی راہ پر ہے جا بیٹھی (پیدائش ۳۸/ ۱۴)

جب تو اپنے بھائی کو کچھ قرض دے تو گرو کی چیز لینے کو اس کے گھر میں نہ گھسنا تو باہر ہی کھڑے رہنا اور وہ شخص جسے تو قرض دے خود گرو کی چیز باہر تیرے پاس لائے۔ (استثنا ۲۴/ ۱۱)

ختنہ کی مشروعیت

دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ختنہ کا بھی تذکرہ فرمایا۔

تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ (پیدائش ۱۷/ ۱۰-۱۱)

فواحش کا بیان

زنا کی حرمت

ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة وساء سبیلا (بنی اسرائیل:۳۲) زنا کے قریب نہ پھٹکو وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔

تو زنا نہ کرنا (خروج ۱۴/۲۰)

قتل کی حرمت

ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق (بنی اسرائیل ۳۳) قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ۔

تو خون نہ کرنا (خروج ۱۳/۲۰)

چوری کی حرمت

"اور وہ چوری نہ کریں گی (سورۃ الممتحنۃ:۱۲)

تو چوری نہ کرنا (خروج ۱۵/۲۰)

لواطت کی حرمت

انکم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون (سورۃ الاعراف:۸۱)

تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم بالکل ہی حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔

تو مرد کے ساتھ صحبت نہ کرنا جیسے عورت سے کرتا ہے یہ نہایت مکروہ کام ہے (احبار ۲۲/۱۸)

ظلم کی حرمت

اور خوب جان لو کہ اللہ ظالموں سے ہرگز محبت نہیں کرتا (آل عمران ۵۷)

اور پردیسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ تم پردیسی کے دل کو جانتے ہو اس لئے کہ تم خود بھی ملک مصر میں پردیسی تھے (خروج ۹/۲۳)

ناپ و تول میں کمی کرنے کی ممانعت

اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ (سورۃ ھود:۸۴) اور اے برادران قوم ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو (سورۃ ھود:۸۵)

تم انصاف اور پیمائش اور وزن اور پیمانہ میں ناراستی نہ کرنا ٹھیک ترازو ٹھیک باٹ۔ (احبار ۱۹/۳۶)

تو اپنے گھر میں طرح طرح کے چھوٹے اور بڑے پیمانہ بھی نہ رکھنا تیار باٹ پورا اور ٹھیک اور تیرا پیمانہ بھی پورا اور ٹھیک ہو تاکہ اس ملک میں جسے خداوند تیرا خدا تجھ کو دیتا ہے تیری عمر دراز ہو (استثنا ۱۵/۲۵)

عورتوں کی مردوں سے مشابہت اور مردوں کی عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے کی حرمت

رسول ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ (بخاری، کتاب اللباس)

عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور نہ مرد عورت کی پوشاک پہنے کیونکہ جو ایسے کام کرتا ہے وہ خداوند تیرے خدا کے نزدیک مکروہ ہے۔ (استثنا ۵/۲۲)

تخلیق کائنات

اس نے آسمانوں کو پیدا کیا بغیر ستونوں کے جو تم کو نظر آئیں۔ (سورۃ لقمان ۱۰)

خدا نے ابتداء میں زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ (پیدائش باب ۱/۱)

زمین و آسمان کی مدت تخلیق

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا جب کہ اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا (سورۃ ہود:۷)

سو آسمان اور زمین اور ان کے کل لشکر کا بنانا ختم ہوا اور خدا نے اپنے کام کو جسے وہ کرتا تھا ساتویں دن ختم کیا۔ (پیدائش ۲/۱،۲)

یہ پوری کائنات انسانوں کے استفادہ کے لئے بنائی گئی ہے۔

وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں۔ (سورۃ البقرہ ۲۹)

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اس نے وہ سب کچھ تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے (سورۃ الحج:۶۵)

اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور خدا نے ان کو برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا کے پرندوں اور کل جانوروں پر جو زمین میں چلتے ہیں اختیار رکھو (پیدائش باب ۱/۲۷-۲۷)

☆☆☆☆☆

غزل

کوئی گذرا ہے یہاں سے بس گماں رہ جائے گا
کارواں بڑھ جائے گا باقی نشاں رہ جائے گا

کیجئے کیا آرزو ہے عارضی بزم جہاں
چھوڑ جائیں گے جہاں خالی مکاں رہ جائے گا

گر تمنا فصل گل کی ہے لہو برسایئے
ورنہ تپتی ریت کا منظر یہاں رہ جائے گا

خوش بہت تھا خرمن دل راکھ ہو جانے کے بعد
یہ خبر مجھ کو نہ تھی اٹھتا دھواں رہ جائے گا

چپ نہ رہنا ظلم پر قسمت کا لکھا سوچ کر
ورنہ تقدیروں میں الجھا بے زباں رہ جائے گا

ہجر کے موسم میں اپنی آنکھ نم رکھا کرو
خشک ہو دریا اگر دور خزاں رہ جائے گا

دیکھنا اشہر گذر کر کوئے جاناں سے کبھی
حسرت دیدار میں دل بے اماں رہ جائے گا

نوشاد احمد اشہر (بلریا گنج)

تاثرات و احساسات

ابو غریب سے ایک مسلمان بیٹی کی فریاد

بغداد کی ابو غریب جیل سے ایک عراقی خاتون نور کا خط البصرہ ویب سائٹ سے جاری ہوا جس میں کہا گیا ہے کہ ہماری آنکھیں کسی محمد بن قاسم کی طرح راہ تکتے تکتے پتھرا گئی ہیں، مگر ویران ساحلوں پر کسی محمد بن قاسم کے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دے رہی ہے۔ ایک مقامی اخبار میں شائع ہونے والے اس خط کے ترجمہ میں کہا گیا ہے کہ نور نے اپنے خط کی ابتدا اللہ کے نام سے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فلوجہ خالدیہ اور رمادی کے بیٹوں کے نام جو میرے اپنے، میرے ہم زبان اور ہم وطن ہیں۔ پھر احساس و ہمدردی سے تہی دست ان لوگوں کے نام جو میرے ہم مذہب ہیں۔ ابو غریب جیل سے آپ کی بے خطا بہن اپنے لہو لہو پوروں سے قلم تھامے آپ سے مخاطب ہے لیکن داستان غم کہاں سے شروع کروں، کیسے بیان کروں وہ مظالم جو عفت مآب بہنیں اور بیٹیاں یہاں جھیل رہی ہیں۔ ہمارے پاکیزہ دامن آلودہ اور سر ڈھانپنے والے آنچل دریدہ ہو چکے ہیں۔ وہ مصائب جو ہم نے اٹھائے ہیں ان کو سپرد قلم کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ امریکی درندے ہم پر ایسے ستم ڈھاتے ہیں جو جسم پر ہی نہیں روح پر بھی آبلے ڈال دیتے ہیں۔ ان کی ہوس اور شیطانیت ہم کمزوروں پر اپنے پنجے گاڑ دیتی ہے تو ہم میں احتجاج کی سکت نہیں ہوتی۔ ہم گوہر عصمت لٹا چکی ہیں اور اب آنکھیں بند کئے موت کی منتظر ہیں کہ جینے کو کچھ بچا ہی نہیں۔ آزاد فضاؤں میں سانس لینے والو! تم انواع و اقسام کی نعمتوں سے شکم سیر ہوتے ہو اور بھوک کی شدت ہمیں بے حال کر رہی ہے۔ تم ٹھنڈے مشروبات سے پیاس بجھاتے ہو ہمیں گدلے پانی کا ایک پیالہ بھی میسر نہیں آتا، تم نرم و گداز بچھونوں پر بآرام سوتے ہو، ہم پوری شب درندوں کا قہر و جبر سہتی ہیں، تم خوشیوں کے جھولے جھلاتے ہو، ہمارا بدن آنکھ بنا اپنی بربادی پر روتا ہے۔ خط میں لکھا ہے

کہ اسلامی رہنماؤ! کیا تم اللہ کے کلام اور نبی ﷺ کے فرمان وتعلیم کو بھول چکے ہو۔ مذہب وملت کی رو سے ہمارے محافظ اور عزتوں کے پاسبان ہو، مگر یہ بات ہم سے پوشیدہ نہیں کہ تم امریکہ کا دست وبازو بن چکے ہو۔ ہم حیران ہیں کہ تم نے محض چند ڈالروں کے عوض غیرت وحمیت کے سودے کر لئے ہیں۔ ان وحشی درندوں نے ہماری ردائے عصمت کے چیتھڑے کر کے ہواؤں میں اچھال دیئے اور تم ان کے ہم قدم ہو..... پھر غیروں سے گلہ کیسا؟ میرے بھائیو! کہاں ہو تم کہ ہماری آنکھیں کسی محمد بن قاسم کی راہ تکتے تکتے پتھرا گئی ہیں، ہمیں ہوس کے تیز دھار آلے کاٹ رہے ہیں۔ مگر ویران ساحلوں پر کسی محمد بن قاسم کے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دے رہی۔ تاریخ شاہد ہے کہ عراق کے ایک شہر پر رومیوں نے حملہ کیا اور ایک عورت کی حرمت روندنے کی ناپاک جسارت کی اور بغداد کے تخت پر بیٹھے معتصم باللہ تک اس کی فریاد پہنچی تو وہ لبیک کہہ کر نیچے اتر آیا اور اسلامی لشکر کی قیادت کرتے ہوئے امداد رسی کے لئے پہنچا، مگر آج اسلامی دنیا کے کسی گوشے سے ہماری صداؤں پر لبیک کہنے والا کوئی نہیں۔ کیا ہمارے پہاڑ جیسے دنوں کی اذیتیں، سنگلاخ راتوں کے دکھ اور دلخراش چیخیں کسی کو سنائی نہیں دے رہی ہیں؟

خدارا تم ہماری خبر لو، ہمارے تن داغ داغ کو مشق ستم بننے سے بچا لو، ہمارے پاؤں سے بندھی غلامی کی بیڑیاں کھول دو، ہم ابوغریب جیل کی اونچی دیواروں سے سر ٹکرا ٹکرا کر لہولہان ہیں۔ ہمیں اس سے رہائی دلا دو۔ اور میں اس خدا کا واسطہ دے کر تم سے کہتی ہوں جس کی پکڑ سخت ہے کہ جس جس فرد تک میری آواز میرا پیغام پہنچے وہ اسے تمام مسلمانوں تک پہنچا دینا اپنا فرض خیال کرے۔ اور ان مظالم سے پوری دنیا کو آگاہ کیا جائے جو ہمارے بے گناہ اور ناتواں جسم سہہ رہے ہیں۔ میری پرزور اپیل ہے کہ اگر آپ کچھ نہیں کر سکتے اور آپ میں ذرا بھی غیرت موجود ہے تو ٹینک ہتھیار لیکر اس جیل کو اس کے قیدیوں اور امریکیوں سمیت صفحۂ ہستی سے مٹا دو کہ ہم مسلمان بیٹیاں کافروں کے بچوں کی مائیں نہیں کہلا سکتیں۔ ہم مذہب اور آپ پر دھبہ بننے کے بجائے مر جانا چاہتی ہیں۔ خدا کے لئے ہمیں مار ڈالیں۔ ☆☆ (شکریہ "ندائے خلافت" لاہور)

فقہ وفتاویٰ

ابوارقم فلاحی

سوال: کیا حالت جنابت میں صبح کرنے سے اس دن کا روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب: حالت جنابت میں صبح کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

موطا امام مالک میں ہے: عائشہؓ اور ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ جماع اور مباشرت کی بناء پر حالت جنابت میں صبح کرتے اور پھر روزہ رکھتے۔

سوال: روزہ کی حالت میں کان اور آنکھ میں دوا ڈالنا کیسا ہے؟

جواب: آنکھ اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال: نکسیر پھوٹنے یا دانت کے اکھڑنے کی صورت میں خون بہنے سے کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: نکسیر پھوٹنے یا دانت کے اکھڑ جانے کی صورت میں خون بہنے یا جسم کے کسی مقام سے خون بہنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

سوال: کیا روزہ کی حالت میں خون نکلوانا جائز ہے؟

جواب: روزہ کی حالت میں خون نکلوانا جائز و درست ہے البتہ اس عمل سے اگر کمزوری لاحق ہو جس سے روزہ کے ٹوٹنے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں خون نکلوانا مکروہ و ناپسندیدہ ہوگا۔

سوال: کیا فجر کے وقت اذان ہونے تک سحری کھانا جائز ہے؟

جواب: ہندوستان کے بعض علاقوں میں فجر کی اذان رمضان المبارک کے مہینے میں فجر طلوع ہوتے ہی دی جاتی ہے لہذا اذان ہوتے ہی کھانا پینا چھوڑ دیا جائے کیونکہ طلوع فجر کے بعد کھانا جائز نہیں۔

سوال: عرف عام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ آپ ﷺ فجر کے اجالے سے اپنی اونٹنی کے ذریعہ بچتے تھے۔

جواب: یہ حدیث، حدیث کی کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کی نسبت آپ ﷺ کی جانب درست نہیں۔

سوال: کیا صحراء یا سفر میں زادِ راہ نہ ہونے کی صورت میں غروبِ آفتاب کے وقت مسنون افطار کے لئے انگلی چوسنا مستحب ہے؟

جواب: غروبِ آفتاب کے بعد اگر پانی بھی نہ ملے تو صرف افطار کی نیت کر لینا کافی ہے۔ انگلی چوسنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

سوال: دن میں حیض ونفاس کے خون آنے سے کیا روزہ فاسد ہو جائے گا؟

جواب: دن میں حیض ونفاس کے خون جاری ہونے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

سوال: کیا مسواک کرنے سے روزہ مکروہ ہو جائے گا؟

جواب: روزہ دار کے لئے مسواک کرنا مستحب وپسندیدہ ہے۔ دن میں کسی بھی وقت مسواک کرنا جائز ہے۔ عامر بن ربیعہ کہتے ہیں: "میں نے نبی اکرم ﷺ کو روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا"۔ (ترمذی شریف)

سوال: کیا نابالغ بچوں کے روزے کا ثواب ان کے والدین کو ملے گا؟

جواب: نابالغ بچوں اور بچیوں کو روزہ کا حکم دینا مستحب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے نابالغ بچوں کو روزہ رکھواتے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات جب بچہ بھوک کی وجہ سے رونے لگتا تو لوگ اسے مشغول رکھنے کے لئے کھیل کود کا سامان دے دیتے۔ ان کو اپنے روزوں کا ثواب ملے گا اور ان کے والدین کو تدریب وتوجیہ کا ثواب ملے گا۔

سوال: کیا ہندوستانی ریڈیو پر رویتِ ہلال کی خبر معتبر مانی جائے گی؟

جواب: ہلال کمیٹی میں سے کسی کمیٹی کی اطلاع پر اگر ہندوستانی ریڈیو سے رویتِ ہلال کی خبر نشر کی گئی ہو تو اس کی خبر معتبر اور مستند ہوگی اور اس کے لحاظ سے روزہ یا افطار کرنا جائز ہوگا۔

☆☆☆☆☆

جامعہ کے لیل ونہار

جامعۃ الفلاح میں ورکشاپ

بلریا گنج، جامعۃ الفلاح کے زیرِ اہتمام "مدارس اسلامیہ کا نصاب تعلیم اور جدید عصری تقاضے" کے مرکزی موضوع کے تحت ۶ تا ۸ راگست سہ روزہ ورکشاپ کا انعقاد ہوا۔ خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے مہتمم تعلیم وتربیت جامعۃ الفلاح جناب مولانا محمد طاہر مدنی صاحب نے ورکشاپ کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی اور فرمایا ورکشاپ کا مقصد یہ ہے کہ دینی مدارس کے تشخص کو مجروح کیے بغیر ہم کس حد تک مروجہ عصری علوم کو مدارس کا جزوِ نصاب بنا سکتے ہیں۔

افتتاحی گفتگو کرتے ہوئے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاد مولانا سید سلمان حسینی ندوی صاحب نے فرمایا اسلام میں علم ایک کل ہے اس میں جدید وقدیم کی تقسیم دشمنانِ اسلام کی وضع کردہ ہے۔ اس فتنہ کے نتیجہ میں ملت کا ایک بڑا طبقہ علم کے ایک بڑے حصے سے محروم کر دیا گیا۔ دراصل اسلام نے جو تقسیم کی ہے وہ علم نافع اور غیر نافع کی ہے ملت اسلامیہ کو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے۔ عصری علوم کی معقولیت ثابت کرنے کے لئے جو بات کہی جاتی ہے کہ (Job Orianted) ہونی چاہئے۔ یہ بات بہت سطحی اور کھوکھلی ہے۔ علم جیسے مقدس اور عظیم عمل کو معاش سے وابستہ کرنا انسان کو اپنے مقام سے گرا دیتا ہے۔ صحیح تصورات کے ساتھ علوم کو فروغ دینا ہمارے لئے ایک چیلنج ہے۔ ہمیں اس محاذ پر زبردست طریقے سے فکری وعملی کام کرنا ہے۔

پروفیسر یاسین مظہر صدیقی نے فرمایا مدارس کا مقصد قیامِ سنت کی تعلیم ہے اس مقصد کو متاثر کیے بغیر دیگر معاون علوم کی جگہ ہونی چاہئے کیونکہ قرآن وسنت کے مقتضیات کو اس کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا۔ جناب اشفاق احمد صاحب سکریٹری تعلیمات جماعت اسلامی ہند نے فرمایا کہ

الحمد للہ یہ بات ہمارے درمیان تسلیم شدہ ہے کہ علم کی تقسیم درست نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ موجودہ تقسیم کو ہم آہنگ کیسے کیا جائے۔ اور اس رخ پر عملی پیش رفت کیسے ہو؟ نصاب تعلیم کی ترتیب وتدوین سے لے کر عملی نفاذ کی ہر سطح پر کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان شاء اللہ اس سے مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔ ڈاکٹر شفیق احمد خان صاحب استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ نے حضرت محمد ﷺ کے مقصد بعثت کے تحت فرمایا کہ تعلیمی اداروں کا مقصد تلاوت آیات الٰہی، تعلیم کتاب، طلبہ کی تربیت وتزکیہ اور تعلیم حکمت ہے۔ تعلیم حکمت سے مراد جہاں بانی کے علوم کا حصول ہے۔ مثلاً سائنس وغیرہ۔

ڈاکٹر سید ابوالہاشم رضوی صاحب ڈائریکٹر مرکز فروغ سائنس علی گڑھ نے وقت کی قلت کے سبب مدارس کی اصلاح سے متعلق چند مفید تجاویز پیش کیں اور جدید علوم کی تعلیم کے عملی طریقۂ تدریس پر روشنی ڈالی۔ جامعہ ہمدرد کے استاد ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم نے جدید علوم کے امتزاج کی عملی کوشش کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی مرتب کردہ کتاب کا حوالہ دیا۔ اس سہ روزہ ورکشاپ کے تیسرے اور آخری دن کچھ تجاویز پاس کی گئیں جو درج ذیل ہیں:

تجویز نمبر (۱) : مدارس کو اپنے مقاصد میں علوم شرعیہ کے ماہرین کی تیاری اور اسلامی کردار سازی کے ساتھ درج ذیل اجزاء کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ [الف] ایسے افراد تیار کرنا جو دیگر اہل مذاہب کے درمیان بحسن وخوبی فریضۂ دعوت ادا کرسکیں اور ان کے ساتھ بہترین رابطہ، افہام وتفہیم اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کے اہل ہوں۔ [ب] مختلف مکاتب فکر اور مسالک کے علوم اور اداروں کے درمیان خوشگوار ماحول بنانا اور توسیع رواداری اور باہمی اعتماد کی فضا قائم کرنا۔ [ج] تعلیم کی ترویج واشاعت کی منصوبہ بند کوشش کرنا۔

تجویز نمبر (۲) : [الف] مدارس کے درمیان مراحل تعلیم اور مدت تعلیم میں یکسانیت ہونی چاہئے۔ [ب] مدارس اسلامیہ کو عصری تعلیمی اداروں کے مراحل سے حتی الامکان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ [ج] مدارس کے پس منظر میں درج ذیل مراحل اور

مدت تعلیم مناسب ہوگی۔

[۱] ابتدائی : درجۂ اطفال کے علاوہ پانچ سال

[۲] ثانوی : ابتدائی کے بعد تین سال

[۳] مولوی : ثانوی کے بعد تین سال

[۴] عالمیت : مرحلۂ مولوی کے بعد دو سال

[۵] فضیلت : عالمیت کے بعد تین سال

رہنما اصول : [الف] طلبہ / طالبات کو ہر مرحلہ پر سرٹیفکٹ یا سند دی جائے۔ [ب] طلبہ اور طالبات کے مراحل تعلیم اور مدت تعلیم میں تفریق نہ کی جائے البتہ طالبات کی رعایت میں بعض ضروری تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں۔ [ج] کسی مدرسہ کی مجموعی مدت تعلیم اول تا فضیلت ۱۵ سال سے کم نہ ہو۔

تجویز نمبر (۳) : [الف] کمیٹی کا احساس ہے کہ مدارس میں داخل عصری مضامین کا حق نہیں ادا ہو رہا ہے لہٰذا علوم شرعیہ کے ساتھ عصری مضامین کا پورا حق ادا کیا جانا چاہئے۔ اور ان کی تعلیم پر تجدید وتوجہ دی جانی چاہئے۔ [ب] مدارس میں عصری مضامین اور فنی تعلیم کے لئے موزوں نصابی کتب زیر درس نہیں ہیں۔ ماہرین کے مشورے سے مناسب کتب داخل نصاب کی جائیں۔ [ج] ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جانی ہے جو اول تا آخر پورے نصاب تعلیم کا جائزہ لے کر ایک قابل عمل متوازن خاکہ تیار کرے گی اور اندرون تین ماہ آخری شکل میں پیش کردے گی۔

تجویز نمبر (۴) : [الف] مدارس کے اختصاص کو بدرجۂ کمال باقی رکھتے ہوئے مرحلہ مولوی تک ہائی اسکول کے معیار کے عصری مضامین کو شامل نصاب کیا جانا چاہئے۔ [ب] اس مرحلہ کے لئے درسی کتب C.B.S.E. سے لینا مناسب ہوگا۔ [ج] ثانوی درجات تک تاریخ، جغرافیہ، سائنس اور تمدن بھی اسلامی نقطۂ نظر کے ساتھ پڑھایا جانا چاہئے۔

تجویز نمبر (۵) عالمیت: [الف] مرحلہ عالمیت کے دو برسوں میں سیاسیات، سماجیات، معاشیات، تاریخ و جغرافیہ، ہندی اور انگریزی کے مضامین کی شمولیت مناسب ہے۔ انگریزی کی حیثیت لازمی مضمون کی ہوگی اس کے علاوہ کوئی دو مضامین اختیاری ہوں گے۔ [ب] اس مرحلہ میں N.C.E.R.T. انٹرمیڈیٹ کا نصاب مناسب ہے۔ ان مضامین کو اسلامی تناظر میں پڑھانا چاہئے۔ [ج] اسلامی نقطہ نظر سے درج بالا مضامین کی جو کتابیں تیار ہوئی ہیں ان میں سے منتخب کتابوں کی رہنمائی کی جائے اور وہ متعلق اساتذہ کے مطالعہ میں لازماً رہیں۔ [د] طویل مدتی پروگرام کے تحت ان علوم عصریہ میں نصابی کتب اسلامی تناظر میں تیار کرائی جائیں جس میں ماہرین فن اور علماء کے مشوروں سے استفادہ کیا گیا ہو۔ [ہ] مجوزہ تعلیم کا نظم تام کیا جائے۔ فضیلت: [الف] فضیلت کے سہ سالہ کورس میں انگریزی کو لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل رکھا جائے۔ [ب] مطالعہ مذاہب کا مضمون بھی پڑھایا جائے۔

تجویز نمبر (۶): [الف] مدارس کے اساتذہ اور معلمات کے لئے تدریسی تربیت کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لئے یک سالہ تربیتی کورس مرتب کیا جائے اور رو بعمل لایا جائے۔ [ب] علوم شرعیہ مخصوص طریقہ سے تدریس کے متقاضی ہیں ان کے طریقہ تدریس پر کوئی نمایاں کام نہیں ہوا ہے۔ اصحاب فن کو اس جانب توجہ دلا کر اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ عالم اسلام میں اس سلسلے کی کوششوں سے استفادہ کیا جائے۔ [ج] مدارس کا نظام امتحان کئی پہلوؤں سے قابل اصلاح ہے۔ نظام امتحان کو جدید تجربات اور نئے طریقوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ جامعۃ الفلاح اس سلسلے میں اگر ورکشاپ منعقد کرنے کی کوشش کرے تو بہتر ہوگا۔ [د] دور حاضر میں فاصلاتی نظام تعلیم کی اہمیت اور افادیت کافی بڑھ گئی ہے لہٰذا مدارس کو اس نظام سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ اسلامیات میں مدارس کو اپنے طور پر فاصلاتی نظام تعلیم کا اہتمام کرنا چاہئے۔

پانچ روزہ تربیتی و ثقافتی پروگرام اختتام پذیر:

جامعۃ الفلاح میں الندوۃ العالمیۃ للشباب الاسلامی کے تعاون سے جاری پانچ روزہ تربیتی پروگرام ۱۵ راگست کو اختتام پذیر ہوا۔ اس میں جامعۃ الفلاح کے علاوہ مدرسۃ الاصلاح، جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور، مفتاح العلوم مئو، جامعہ اثریہ دار الحدیث مئو، مصباح العلوم چوکونیاں اور جامعہ اسلامیہ تلہنا سے ۷۰ طلبہ نے شرکت کی۔ اہم موضوعات پر لیکچرس کے علاوہ مولانا عبد الحسیب صاحب اصلاحی کی صدارت میں ایک مذاکرہ بعنوان "أین نحن من أسلافنا؟" ہوا۔ اختتامی اجلاس میں امیر حلقہ جماعت اسلامی اتر پردیش مشرق مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی صاحب نے "الشباب مستقبل الامۃ" [نوجوان امت کا مستقبل] کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ ناظم جامعہ مولانا ابو البقاء ندوی صاحب کی نصیحتوں کے بعد ان کی ہی دعا پر کیمپ کا اختتام ہوا۔

مولانا مقبول احمد صاحب رو بصحت:

یہ اطلاع دیتے ہوئے ہمیں بے حد تکلیف ہو رہی ہے کہ نائب مہتمم تعلیم و تربیت اور نائب صدر انجمن جناب مولانا مقبول احمد صاحب فلاحی اگست کے اواخر میں گردے کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ الحمد للہ اب قدرے ٹھیک ہیں۔ قارئین حیات نو سے عموماً اور فلاحی برادران سے خصوصاً دعائے صحت کی درخواست ہے۔

عالیجناب محمد اعظم خاں کی جامعہ آمد:

۲۵ راگست ۲۰۰۲ء بروز بدھ بوقت ساڑھے گیارہ بجے وزیر شہری ترقیات و پارلیمانی امور (اتر پردیش) محترم جناب محمد اعظم خاں صاحب جامعہ تشریف لائے۔ آپ نے جامعۃ الفلاح اور کلیۃ البنات کا معائنہ کیا۔ آپ کی آمد کے موقع سے ابو اللیث ہال میں ایک مختصر سا پروگرام رکھا گیا جس کا آغاز قاری ضیاء الرحمٰن صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ ترانہ جامعہ

کے بعد صدر مدرس شعبۂ اعلیٰ جناب مولانا نعیم الدین اصلاحی صاحب نے صدارتی کلمات پیش کیے۔ بعد ازاں مولانا نے مہمان گرامی محمد اعظم خاں صاحب کو "مسلمانان ہند کو درپیش مسائل اور ان کا حل" کے اہم موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی۔ مہمان خصوصی نے اپنی جامعہ آمد پر مسرت کا اظہار کیا اور اس طرح کے اداروں کی اہمیت وضرورت پر زور دیا۔ ساتھ ہی انھوں نے اپنے اس اہم موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان میں ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ ہمارے تشخص کا ہے۔ ہمیں شک کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے، غدار وطن اور آئی ایس آئی کے ایجنٹ جیسے القاب سے نوازا جاتا ہے جبکہ ہمارا کردار آئینہ کی طرح صاف اور ہماری خدمات برادران وطن سے کسی بھی درجہ میں کم نہیں۔ ان الزامات سے ہمیں گھبرانے اور دلبرداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ حکمت، تدبر اور دانائی کے ساتھ ہمیں اپنا کام جاری رکھنا ہے اور صحیح وقت پر صحیح فیصلہ لینا ہے۔ ان شاء اللہ مستقبل ہمارا ہوگا۔

اس کے بعد مولانا نظام الدین اصلاحی صاحب نے صدارتی کلمات پیش کیے۔ آخر میں ناظم جامعہ مولانا ابوالبقاء ندوی صاحب نے مہمان گرامی کی جامعہ آمد پر شکریہ ادا کیا اور جامعہ سے تعلقات مستحکم کرنے کی درخواست کی۔

یوپی مشرق کا اجتماع :

۲/۳/۴ ستمبر ۲۰۰۴ء کو جماعت اسلامی ہند حلقہ اترپردیش (مشرق) کے ارکان کا سہ روزہ اجتماع یہاں جامعۃ الفلاح میں منعقد ہوا۔ امیر جماعت اسلامی ہند ڈاکٹر عبد الحق انصاری کے علاوہ نائب امیر جماعت سید جلال الدین عمری، قیم جماعت محمد جعفر، امیر حلقہ اترپردیش (مشرق) ولی اللہ سعیدی فلاحی، سکریٹری حلقہ طارق فارقلیط فلاحی، مولانا محمد یوسف اصلاحی، امیر حلقہ اترپردیش مغرب محمد احمد اور صدر ایس آئی او آف انڈیا ملک محمد فیصل فلاحی اور دیگر ذمہ داران جماعت نے شرکت کی۔

امیر جماعت نے ملک کی موجودہ سیاسی وسماجی تبدیلیوں کے تناظر میں جماعت کی سرگرمیوں اور دائرہ کار کی نشاندہی کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا منصوبہ اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے۔ موصوف نے دعوت کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کرتے ہوئے ارکان جماعت کو تلقین کی کہ وہ دعوت الی اللہ کا فریضہ اور زیادہ موثر انداز سے ادا کرنے کی کوشش کریں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی سیرت وکردار کو نکھارنے اور اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی سنجیدہ کوشش کریں۔

اجتماع میں عالمی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا گیا کہ اگر چہ عالمی صورت حال اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے تشویشناک ہے لیکن پھر بھی ہمیں مایوس ہونے کے بجائے حوصلہ مندی سے آگے بڑھنے اور اپنی دعوتی سرگرمیوں کو تیز تر کردینا چاہئے۔ تربیت کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے وابستگان جماعت کو اپنی تربیت پر بھرپور توجہ دینے پر زور دیا گیا کیونکہ تزکیہ اور تربیت کے بغیر اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں ہم بہت موثر رول ادا نہیں کرسکتے۔ اجتماع ۴ ستمبر کی شام محترم امیر جماعت کے اختتامی خطاب کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

☆☆☆☆☆

بہی خواہان جامعہ کی خدمت میں

آج کے طوفانی دور میں جب ہر طرف مادیت کی یلغار ہے اور اخلاقی قدریں روبہ زوال ہیں۔ اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں اور ملت اسلامیہ کو مختلف قسم کے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ ایسے پر آشوب دور میں "جامعۃ الفلاح" ان چیلنجوں کا ایک پر عزم جواب ہے۔ جہاں مسلمان بچوں کی اس انداز سے تعلیم و تربیت کی جاتی ہے کہ ان کے اندر کتاب و سنت کا گہرا علم پیدا ہو اور وہ اسلامی اخلاق و کردار سے آراستہ ہوں۔ عصر حاضر کے افکار و نظریات سے واقف ہوں اور ان کے اندر احیائے دین اور شہادت حق کا ایسا جذبہ پیدا ہو کہ وسعت قلب و نظر کے ساتھ معاشرے کی اصلاح اور دعوت اسلامی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو وقف کر سکیں۔

نیچے جامعہ کے نمائندوں اور حلقہ کار کی فہرست دی جا رہی ہے۔ براہ کرم بہی خواہان جامعہ ان کے ساتھ اپنی دلچسپیوں اور ہمدردیوں کا ثبوت دیں اور دیگر احباب کو بھی اس طرف متوجہ کریں۔

۱۔	جناب سراج احمد صاحب، ماسٹر محمد خالد صاحب	ممبئی
۲۔	مولوی اختر علی صاحب، ماسٹر بدر الدین صاحب	ممبئی
۳۔	مولانا افتخار الحسن صاحب، مولانا عبد السمیع صاحب	ممبئی
۴۔	حافظ ارشاد احمد صاحب، حافظ ریاض احمد صاحب	بھیونڈی، کلیان۔
۵۔	مولانا جمیل احمد صاحب، ماسٹر خالد حنیف صاحب	کوسہ ممبرا، پونہ، ناسک
۶۔	مولانا عبد الودود صاحب، محمد فاروق صاحب	بھساول، جلگاؤں، اورنگ آباد، ایوت محل، جالنہ
۷۔	ماسٹر حبیب احمد صاحب، ماسٹر جاوید احمد صاحب	گجرات
۸۔	حافظ احسان الحق صاحب۔	اندور، اجین

۹۔	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب، مولوی کمال الدین صاحب	بنگلور، پاسن، میسور
۱۰۔	مولوی معین الدین صاحب، مولوی عبد الرحمن صاحب	مدراس، وانم باڑی، ویلور، عمر آباد
۱۱۔	ماسٹر محمد سمومکیل صاحب، مولوی جرار احمد صاحب	حیدر آباد، نظام آباد
۱۲۔	مولانا رحمت اللہ اثری صاحب، مولانا اظہار احمد صاحب	کلکتہ، آسنسول
۱۳۔	حافظ محمد مصطفی صاحب، قاری زبیر احمد صاحب	رانچی، جمشید پور، راول کیلا، چائیباسہ، ہزاری باغ، دھنباد
۱۴۔	ماسٹر اقبال قمر صاحب، ماسٹر معین الدین صاحب	راجستھان
۱۵۔	مولوی شاہد الاسلام صاحب، مولوی محمد آصف صاحب	دہلی، غازی آباد، میرٹھ، ہاپوڑ، سہارنپور، دہرادون، مظفر نگر
۱۶۔	مولانا ضمیر الحسن صاحب	بدایوں، پیلی بھیت، امروہہ، مرادآباد
۱۷۔	ماسٹر توفیق احمد صاحب	دہلی
۱۸۔	مولانا اسماعیل صاحب	پٹنہ، مظفر پور، بھاگلپور، سیوان
۱۹۔	مولانا عبد اللطیف صاحب، مولانا آصف صاحب	مئو، محمد آباد
۲۰۔	ماسٹر نظام الدین صاحب، ماسٹر مشتاق احمد صاحب	گورکھپور، بستی، ڈومریا گنج، بلرامپور، بہرائچ، گونڈہ
۲۱۔	حافظ ضیاء الرحمن صاحب، مولوی نسیم احمد صاحب	ناگپور، چھندواڑہ، سیونی، بھوپال
۲۲۔	مولانا نہال الدین صاحب، منشی محمد شمیم صاحب	کشن گنج، پورنیہ، بیگو سرائے، لکھی سرائے، مونگیر
۲۳۔	منشی ریاض الدین صاحب	بھدوہی، سرائمیر، پھولپور، الہ آباد، مرزاپور
۲۴۔	محمد محسن صاحب	فیض آباد، سلطان پور
۲۵۔	منشی محمد سہیل احمد صاحب	بنارس، رامپور، بریلی، علی گڑھ، آگرہ، نینی تال
۲۶۔	جناب ماسٹر شہنواز احمد صاحب، ماسٹر شکیل احمد صاحب	بلریا گنج، بھگت پور،
۲۷۔	ماسٹر منور علی صاحب	کراکت، معروف پور، اسرہٹ
۲۸۔	مولوی پرویز عالم صاحب	محمد پور صدر، بندوی، زادی، سمرنگراواں

۲۹۔ ماسٹر عبدالمالک صاحب، منیر احمد صاحب	:	بنگائی پور، علاء الدین پٹی، جمل پور، نصیر پور، گھوا، بلدول، تیرا، چند درتی، کرپا، دھنا پار، ارجن پور
۳۰۔ مولانا عبدالرحمن خالد صاحب	:	شہر بلیا، چتھر اروہ، سکندر پور، بانس ڈیہہ، سکھ پورہ
۳۱۔ مولانا عبدالعظیم صاحب، نیاز احمد صاحب	:	منگلور، جھنگل، ادری، جلپے، گوا
۳۲۔ ماسٹر محمد رضی صاحب، ماسٹر مقصود احمد صاحب	:	مبارکپور، فخر آباد، ابراہیم پور، محمود، ساکھی، فخر الدین پور، املو، چھپیا، اماوا، ہرہ، جھوڑی، رچی، یاکوٹ، منڈے، احمد آباد، ارچو
۳۳۔ ماسٹر مسعود احمد صاحب	:	چاند پی، کرنٹی، چرکی، دھوپور، میرا سوان، علیم پور، بازار گوشائیں، بنی لعل، حسین پور، ظہیر الدین پور، چاند پار
۳۴۔ ماسٹر عبداللہ صاحب، مولانا صبیح اللہ صاحب	:	شہر اعظم گڑھ، کوریا، رانی کی سرائے، ستوارہ
۳۵۔ مولانا محمد شعیب صاحب، مولانا محمد عمران صاحب	:	لکھنؤ، کانپور
۳۶۔ مولانا شمس احمد صاحب، مولانا محمد سلامت اللہ صاحب	:	شیخوپور، محی الدین پور، خالص پور، بھاؤاپور، سکٹ، اشرفپور، پھیمیں، چھپوری
۳۷۔ شمیم احمد صاحب، محمد ذکی صاحب	:	دھنباد، ہزاری باغ، جمشید پور، راوڑ کیلہ، جینت گڑھ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆